اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
AUGUST 2021
مسلسل اشاعت نمبر 326
Regd. # MC-1177

حیاتِ شیخ اکبر

محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی: ۶۳۸ھ)

مؤلف
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ

نظرثانی
شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ
(رئیس دارالحدیث ورئیس دارالافتاء جامعۃ النور)

مُعاون
مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی حفظہ اللہ

دار اہل السنۃ لتحقیق الکتب والطباعۃ والنشر

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

حیاتِ شیخِ اکبر

محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی: ۶۳۸ھ)

مؤلف

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ

نظر ثانی

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ

(رئیس دار الحدیث و رئیس دار الافتاء جامعۃ النور)

مُعاون

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی حفظہ اللہ

جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی

ادارۂ اہلسنّت کراچی

نام رسالہ : حیاتِ شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ

مؤلف : ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ

نظر ثانی : شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی حفظہ اللہ

(رئیس دار الحدیث ورئیس دار الافتاء جامعۃ النّور)

مُعاون : مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی حفظہ اللہ

تعداد : ۴۲۰۰

تاریخ اشاعت: ذی الحج ۱۴۴۲ھ / اگست ۲۰۲۱ء

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

ادارۂ اہلسنّت، کراچی

فون: 021-32439799

خوشخبری : یہ رسالہ www.ishaateislam.net

پر موجود ہے

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ

پیش لفظ

دنیا میں رُشد وہدایت کا سلسلہ انبیاء کرام علیہم السلام اور آسمانی کُتب وصحائف کے ذریعے جاری رہا۔ پھر جب سیّد الانبیاء، محبوبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ پر سلسلہ نبوت اختتام پذیر ہوا تو یہ کام حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرحمہ جو روئے زمین پر حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد بہترین انسان تھے، کے ذریعے جاری رہا۔ اُن کے بعد ان کے تربیت یافتہ حضرات تابعین عظام علیہم الرضوان نے یہ ذمہ داری سنبھالی اور اُن کے بعد تبع تابعین کرام پر یہ ذمہ داری آئی۔ غرضیکہ رُشد وہدایت کا یہ سلسلہ بلا تعطل جاری رہا اور قیامت تک جاری رہے گا اور اسے جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے امت میں فقہاء، علماء اور اولیاء کرام کو پیدا فرمایا جن کی کوششوں، کاوشوں نے عَلَم ہدایت کو بلند کئے رکھا اُن کی لگن اور انتھک محنتوں کا نتیجہ ہی ہے کہ امت پر کسی وقت بھی گمراہی غالب نہ آئی، ہمیشہ ہدایت کو غلبہ حاصل رہا۔ جب بھی امت پر مشکل وقت آیا حضراتِ اولیاءِ کرام نے اُن کی دستگیری فرمائی۔ یہ حضرات اپنی ذاتی اغراض کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہمیشہ اُمت کی خیر خواہی کے لئے کوشاں رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی اہلِ حق کے دلوں کی آواز اور ان کے چین وراحت کا سامان ہیں، ان کے نام آج بھی زندہ ہیں، ان کے کارنامے لوگوں کو آج بھی یاد ہیں اور غلبہ حق کے لئے اُن کی، کی گئی کوششیں آج بھی لکھی اور بیان کی جاتی ہیں اور اُن کے طرزِ زندگی کو نمونے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اگرچہ انہیں اس فانی دنیا سے گئے ہوئے صدیاں بیت گئی ہیں۔

انہی میں سے ایک شیخ محی الدین محمد بن علی ابن عربی علیہ الرحمۃ بھی ہیں جو شیخ اکبر کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کے علمی مقام، مرتبت اور شانِ عظمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ کوئی انہیں قدوۃ الانام کہتا ہے تو کوئی عمدۃ الاحکام، کوئی مفتی الطرفین کے نام سے یاد کرتا ہے تو کوئی سلطان العارفین کے لقب سے، کسی نے انہیں برہان المحقّقین لکھا تو کسی نے

محی الملۃ والدین ، کسی نے انہیں امام الکاشفین کہا تو کسی نے امام الطریقت ، کسی نے انہیں بحر الحقیقۃ قرار دیا، کسی نے خاتم الولایۃ المحمدیۃ کسی نے کہا۔ وہ بحر الحقائق تھے تو کسی نے کہا وہ لسان القوم تھے۔

اور آپ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رُوحانی فرزند ہیں جو بہت بڑے شرف کی بات ہے۔ آپ کے دادا مشہور عالم دین اور اندلس (اسپین) کے قاضی تھے اور آپ کے والد فقہ اور حدیث کے جیّد عالم اور صوفی بزرگ اور باکرامت ولی تھے اور آپ نے متعدد مشہور و معروف علماء و مشائخ سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کی پوری زندگی عبادت و ریاضت، زُہد و تقویٰ، تعلیم و تعلّم اور علوم و معارف کی تبلیغ و ترویج سے عبارت ہے۔ آپ نے تصوّف اور راہِ سلوک کے اسرار و رموز کی گتھیوں کو سلجھانے کے لئے اور علماء و مشائخ سے ملاقات کے لئے متعدد سفر کئے اور آپ نے امت کے لئے تفسیر، حدیث، سیرت، ادب اور تصوّف وغیرہ سمیت متعدد موضوعات پر سینکڑوں کُتب یادگار چھوڑیں۔

آپ کی تعلیمات تصوّف و شریعت اسلامیہ کی مکمل آئینہ دار ہیں۔ شیخ اکبر جہاں ایک جلیل القدر عالم دین تھے وہیں ایک عظیم صوفی ، صاحبِ کشف بزرگ اور باکرامت ولی تھے۔ آپ علم توحید اور حقیقت و معرفت کے اسرار و رموز سے اس قدر واقف تھے کہ دُور دُور تک آپ کا ثانی نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء امت آپ کے علم و فضل اور کشف و مشاہدات کے معترف نظر آتے ہیں۔ اُن میں چند نام یہ ہیں: حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، قاضی القضاۃ قاضی شمس الدین شافعی، شیخ سبط ابن جوزی، مشہور مورّخ و محدّث محمد بن سعید دبیثی، حافظ محب الدین ابن نجّار، شیخ سعد الدین حموی، شیخ عزّالدین عبد العزیز، شیخ فخر الدین بن ابراہیم ہمدانی، شیخ ابو یحییٰ زکریا قزوینی، شیخ قطب الدین شیرازی، امام ذہبی، شیخ عبد اللہ بن اسعد یافعی، حافظ ابنِ کثیر، شیخ صلاح الدین صفوی، شیخ مجد الدین فیروز آبادی، موٴرخ علی بن حسن خزرجی، شیخ علاؤ الدین علی بن احمد مہائمی، امام ابن حجر عسقلانی، شیخ ابن ابی

منصور، امام شرف الدین مُناوی، امام سیوطی، امام جلال الدین دوّانی، امام عبد الوہاب شُعرانی، امام ابنِ حجر ہیتمی، مُلّا علی قاری، شیخ محمد بن فضل برہانپوری، شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی، امامِ ربّانی مُجدّد الف ثانی، شیخ محب اللہ اِلٰہ آبادی، علّامہ عبد الغنی نابلسی، شاہ ولی اللہ مُحدّثِ دہلوی، شیخ یوسف موصلی کُردی، شیخ سیّد عبد القادر جزائری، علّامہ سیّد محمد امین ابن عابدین شامی، شیخ محمد بن جعفر کتّانی، شیخ محمد حسین اِلٰہ آبادی، امامِ اہلسنّت امام احمد رضا حنفی، پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، شیخ سیّد محمد عبد الحی کتّانی، عبد الحق حقّانی وغیر ہم۔

اسی لئے عوام المسلمین میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ان کے مقام و مرتبہ، حالات وافکار سے آگاہی پیدا کرنے کی غرض سے محترم المقام جناب ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی مدظلہ اور ان کے معاونین نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات پر ایک رسالہ تحریر فرمایا اور ادارۂ اہلسنت کے توسط سے عوام النّاس تک پہنچانے کی سعی کی۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

لہٰذا ادارہ اس کو اپنے سلسلہ اشاعت نمبر ۳۲۶ پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ہمارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے طفیل مصنّف اور جملہ معاونین واشاعت کاران کی سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کی دینی و علمی خدمات میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

فقط

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادم الحدیث الإفتاء بجامعۃ النور

جمعیۃ اشاعۃ اھل السنۃ (باکستان)

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعْد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسمِ الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلّم وبارِك على سيّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کسی تعارُف کی محتاج نہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم مفکّر، محقّق، ادیب، فلسفی، اور بلند پایہ عالِم دین تھے، علمِ تصوّف میں آپ ایک خاص مقام رکھتے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام ومرتبہ کے پیشِ نظر اہلِ علم حضرات، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا ادب واحترام کرتے ہیں، بلا شبہ آپ دنیائے تصوّف کے وہ روشن ستارے ہیں، جن کے علم وعرفان سے رہتی دنیا تک ایک عالَم منوّر وفیضیاب ہوتا رہے گا۔ آپ کے علم وفضل اور حقیقت ومعرفت کے اَسرار ورُموز سے آگاہی ومہارت کے سبب، حضرات صوفیۂ کرام آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "شیخ اکبر" کے لقب سے یاد کرکے، آپ کی شان وعظمت کا اعتراف کرتے ہیں، اور پونے آٹھ سو سال گزر جانے کے باوجود، پوری دنیا میں آج بھی یہ لقب صرف شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے خاص ہے۔

ابن عربی اور ابن العربی... دو الگ شخصیتیں

اَندَلُس میں "ابن عربی" نام کی دو مشہور شخصیات گزری ہیں: (۱) قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی، (۲) اور شیخ محی الدین محمد بن علی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہما۔ دونوں اپنے اپنے وقت کی نامورَ علمی شخصیتیں ہیں، مسلک کے اعتبار سے بھی دونوں مالکی تھے، ناموں میں مماثلت اور یکسانیت کے سبب، بعض اوقات لوگوں کو مُغالطہ بھی ہوتا ہے، لہٰذا دونوں شخصیتوں میں تمیز کرنے کے لیے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (صاحبِ "فتوحات مکّیہ") کے نام کے ساتھ "الف لام" نہیں لکھا جاتا، صرف "ابن عربی" لکھا اور پکارا جاتا ہے، جبکہ دوسرے بزرگ قاضی ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ (صاحبِ "العواصم من القواصم") "الف لام" کے ساتھ یعنی "ابن العربی" سے مشہور و معروف ہیں۔ البتہ شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کے ساتھ جب آپ کا لقب "محی الدین" ذکر کیا جائے، تو علمائے کرام آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی "ابن العربی" ہی تحریر فرماتے ہیں۔

اوّل الذِکر یعنی قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ ۴۶۸ھ / ۱۰۷۶ء میں اِشبیلِیَہ (Sevilla) (اَندَلُس) میں پیدا ہوئے، علم حدیث میں کمال حاصل کیا، اِشبیلِیَہ کے قاضی تعینات ہوئے، حدیث و تفسیر، فقہ واُصول، اور ادب و تاریخ وغیرہ پر متعدد کُتُب تحریر فرمائیں، جن میں (۱) "العواصم من القواصم" (۲) "عارضة الأحوَذي في شرح الترمذي" (۳) "أحكام القرآن" (٤) "القبس في شرح مُوَطأ ابن أنس" (٥) "الناسخ والمنسوخ" (٦) "المسالك على مُوَطأ مالك" (٧) "الإنصاف في مسائل الخلاف" (٨) "أعيان

الأعيان"(۹)"المحصول"(۱۰) "كتاب المتكلمين"(۱۱)"قانون التأويل" وغیرہ خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۵۴۳ھ / ۱۱۴۸ء میں (موجودہ) مُرّاکش کے شہر "فاس" میں وفات پائی، اور وہیں آپ کی تدفین عمل میں آئی[1]۔

جبکہ ثانی الذکر یعنی شیخ محی الدین محمد بن علی ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت، قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تقریباً سترہ ۱۷ سال بعد ۵۶۰ھ / ۱۱۶۵ء میں ہوئی، اور وفات ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء دِمشق میں ہوئی، اور وہیں آپ کی تدفین بھی ہوئی[2]۔

اَلقاب

علمائے امّت نے اپنی کُتُب میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو جن عظیم اور رفیع الشان اَلقاب سے یاد فرمایا ہے، وہ حضرت کے علمی مقام ومرتبہ اور شان وعظمت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں، اُن میں سے چند اَلقاب حسبِ ذیل ہیں: "قُدوة الأنام"، "عُمدة الأحكام"، "النّور البَسيط"، "البحر المحيط"، "مفتي الطرِيقَين"، "سلطان العارفين"، "بُرهان المحقّقين"، "محيّ المِلّةِ

---

(۱) انظر: "وفيات الأعيان" لابن خلكان، الحافظ أبو بكر ابن العربي، ٤/ ٢٩٧. و"الأعلام" للزِركلي، أبو بكر ابن العربي، ٦/ ٢٣٠.

(۲) انظر: "النور الأبهر في الدفاع عن الشيخ الأكبر" صـ٢٦-٢٨. و"الأعلام" للزِركلي، ابن العربي، ٦/ ٢٨١. و"خزينة الأصفياء" شیخ محی الدین ابن عربی، ۱/ ۱۸۶-۱۸۷۔

والدّين"، "إمام المكاشِفين"، "إمامُ الطريقة"، "بحر الحقيقة"، "خاتم الولاية المحمّدية"، "بحر الحقائق"، "لسان القَوم"(۱).

اسم گرامی اور شجرۂ نسب

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ ہجری/ ۱۱۶۵ عیسوی میں اَندلُس (اسپین) کے ایک شہر "مُرسیہ" میں پیدا ہوئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسمِ گرامی محمد بن علی، کنیت ابو بکر، جبکہ آپ کے معروف اَلقاب "محی الدین" اور "شیخ اکبر" ہیں۔ آپ کا شجرۂ نسَب کچھ اس طرح ہے: محمد بن علی بن محمد بن احمد طائی حاتمی ابن عربی(۲)۔

عرب کے مشہور قبیلہ "بنو طَے" سے تعلق کے سبب "طائی"، اور مشہور سخی مرد "حاتم طائی" سے نسَبی تعلق کے باعث "حاتمی" نسبت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصّہ ہے(۳)۔

---

(۱) انظر: "النُّور الأبهَر" الرسالة: "الدرُّ الثمين في مناقب الشيخ محي الدين" الباب الأوّل في أحواله، صـ۲٦. و"فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والإباحۃ، ۲۲/۱۲۸۔

(۲) انظر: "الفُتوحات المكيّة" ترجمة ابن عربي، ۱/۳. و"سِير أعلام النُبلاء" الطبقة ۳٤، ابن العربي، ۱٦/ ۳۱۰.

(۳) انظر: "التدبيرات الإلهيّة في إصلاح المملكة الإنسانيّة" مقدّمة التحقيق، الفصل الأوّل في المؤلِّف، حياتُه وآثارُه، صـ۲۲. و"الأعلام" للزِركلي، ابن العربي، ٦/ ۲۸۱.

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فرزند

علیہما الرحمۃ ا ا دھو ما سبق من الکافرین علی الاعتد

تاجدارِ گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی علیہ السلام کی ولادت سے متعلق، ایک عجیب واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ "حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے قبل آپ کے والد گرامی شیخ علی عرب کی کوئی اولاد نہیں تھی، وہ ہر ولی اللہ کے پاس جاکر اولاد کی دعا کرواتے، اور ہر جگہ سے یہی جواب ملتا کہ تمہاری قسمت میں اولاد نہیں، حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی عرض کی، سرکارِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "میں نے لوحِ محفوظ پر نظر کی ہے، تمہارے نصیب میں اولاد نہیں، شیخ علی عرب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: اگر تقدیر ہی میں اولاد نہیں ہے، تو پھر حضور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا کیا فائدہ؟! حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت ومہربانی کا مظاہرہ کرتے ارشاد فرمایا، کہ میرے قریب آؤ، اور اپنی پشت میری پشت سے ملادو، میری صُلب (نسل) میں ایک لڑکا باقی ہے، وہ میں نے تمہیں بخشا، اس ذریعہ سے شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی"، اور اسی لیے شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا حکمی اور روحانی فرزند بھی کہا جاتا ہے[1]۔

---

(۱) "ملفوظاتِ مہریہ" "ملفوظ ۳، ۹ ملتقطاً۔ و "خزینۃ الاَصفیاء" شیخ محی الدین ابن عربی، ۱/ ۱۸۶۔

خاندانی وجاہت وسیادت

حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان علم وفضل اور زُہد و تقوی کے ساتھ ساتھ، دنیاوی اعتبار سے بھی امتیازی حیثیت کا حامل تھا۔ آپ کے جدِّ امجد شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ اَندَلُس (اسپین) کے قاضی اور نامور عالمِ دین تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی شیخ علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہما فقہ وحدیث کے جیّد عالم اور معروف صوفی بزرگ تھے، وہ مشہور فلسفی ابن رُشد کے قریبی دوست اور سلطانِ اِشبیلیہ (Sevilla) کے وزیر تھے[۱]۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی کی ایک کرامت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "میرے والد کی وفات کے بعد، ان کے چہرے پر زندگی کی نشانیاں بھی دیکھی گئیں اور موت کی بھی، انتقال سے پندرہ ۱۵ دن پہلے انہوں نے اپنی وفات کی خبر دے دی تھی، اور دن بھی بتادیا تھا، اور پھر ایسا ہی ہوا، جب رحلت کا دن آپہنچا تو سخت بیماری کے باوجود، کسی چیز سے ٹیک لگائے بغیر بیٹھ گئے، اور مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ "آج میں اس دنیا سے کُوچ کرکے واصل بحق ہو جاؤں گا"، میں نے عرض کی کہ "اللہ تعالی آپ کا یہ سفر آسان اور اپنا دیدار مبارک فرمائے!" والد گرامی میری اس بات پر خوش ہوئے اور مجھے دعا دی"[۲]۔

---

(۱) انظر: "التدبيرات الإلهيّة" مقدّمة التحقيق، صـ۲۲. و"بحار الولاية المحمدية" صـ٤٦١.

(۲) "الفُتوحات المكيّة" الباب ٣٥ في هذا الشخص المحقّق في منزل الأنفاس وأسراره، ١/٣٣٦. و"بحار الولاية المحمدية" صـ٤٦١- ٤٦٢.

تعلیم و تربیت

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید اور قراءاتِ سبعہ (یعنی قرآن پاک پڑھنے کے سات ۷ مختلف طریقوں) کی تعلیم، شیخ ابو بکر بن محمد ابن خلف صافی، اور شیخ ابو القاسم عبد الرحمن بن غالب قُرطبی رحمۃ اللہ علیہما سے لی، صحاحِ ستّہ (یعنی حدیث شریف کی چھ ۶ معروف کتابوں) اور دیگر کُتُب حدیث کی تعلیم کے لیے، محدِّث ابو محمد عبد الحق بن محمد ازدی اِشبیلی، یونس بن یحییٰ عباسی ہاشمی، عبد الصمد بن محمد ابن الخرسانی، اور ابن شجاع زاہر بن رُستم اَصفہانی رحمۃ اللہ علیہم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر، زانوئے تلمذ طے کیے[1]۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اپنے بچپن میں ہی اِشْبِیلِیہ (Sevilla) تشریف لے گئے تھے، لہذا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں کے جیّد علماء، فقہاء، مُحدّثین اور مشائخ صوفیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کا بھی خوب موقع ملا، اور آپ نے انتہائی دل جمعی سے ضروری علومِ دِینیہ کی تکمیل کی[2]۔

اساتذہ ومشائخ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد علماء و مشائخ سے اِکتسابِ فیض کیا، جن میں سے بعض کا ذِکر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں بھی فرمایا ہے، معروف اساتذہ و مشائخ میں سے چند ایک کے نام حسبِ ذیل ہیں:

---

(۱) انظر: "التدبیراتُ الإلهية" صـ ۳۰-۳۲.

(۲) المرجع نفسه، صـ ۳۰-۳٤.

(۱) حافظ ابو بکر بن محمد ابن خلَف صافی، (۲) ابوا لقاسم عبدالرحمن بن غالب قُرطبی، (۳) قاضی اَبو محمد عبد اللہ بادی، (۴) قاضی ابو بکر محمد بن احمد بن حمزہ، (۵) ابو عبد اللہ محمد بن سعید بن زرقون انصاری، (۶) محدّث ابو محمد عبد الحق بن محمد بن عبد الرحمن اَزدِی اِشْبیلی، (۷) عبد الصمد بن محمد بن ابی الفضل بن الخُرسانی، (۸) ابن شجاع زاہر بن رُستم اَصفہانی، (۹) یونس بن یحییٰ بن ابو الحسن عباسی ہاشمی، (۱۰) نصر بن ابی الفُتوح بن علی حَضرمی، (۱۱) محمد بن ولید بن احمد بن محمد بن شبل، (۱۲) ابو عبد اللہ بن عَلّمون، (۱۳) ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن احمد بن منصور الصفا، (۱۴) ابو الوائل بن العربی، (۱۵) ابو الثناء محمد بن مظفر اللبّان، (۱۶) محمد بن اسعد بن محمد القزوینی، (۱۷) شیخ ابو جعفر العربی، (۱۸) شیخ ابو مدیَن المغربی، (۱۹) شیخ صالح العدویّ، (۲۰) ابو عبد اللہ الشرفی، (۲۱) ابو عبد اللہ محمد بن قسوم، (۲۲) ابو علی حسن الشکّاز، (۲۳) شیخ صالح الخراز، (۲۴) ابو العباس احمد بن ہُمام، (۲۵) ابو الحسن القنونی، (۲۶) ابو اسحاق القُرطبی، (۲۷) ابو محمد عبد اللہ بن خمیس الکنانی، (۲۸) ابو العباس احمد بن منذر، (۲۹) ابو محمد عبد اللہ البرجانی، (۳۰) شیخ ابو محمد مخلوف القبائلی رحمۃ اللہ علیہم[1]۔

---

(۱) "الفُتوحات المكيّة" ترجمة ابن عربي، مؤلَّفاته وشُيوخه، ۱/ ۷. و"التدبيرات الإلهيّة" مقدّمة التحقيق، صـ۳۰-۳٤. و"رُوح القُدُس في مُناصَحَة القُدس" الجزء ۳، شيوخ الشيخ الأكبر، صـ۲۱۷-۳٤۷ ملتقطاً. و"محي الدين ابن عربي الشخصيّة البارزة في العرفان الإسلامي" المشايخ الذين التقى بهم في إشبيلية، صـ۲۸- ۵۳ ملتقطاً.

علمی اَسفار

شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی عبادت وریاضت، زُہد وتقوی، تعلیم وتعلّم، اور علوم ومَعارف کی تبلیغ واِشاعت سے عبارت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصوّف اور راہِ سُلوک کے اَسرار ورُموز کی گتھیوں کو سُلجھانے، اور علماء ومشائخ سے ملاقات کی غرض سے، متعدّد ممالک وبلاد کے سفر کیے، جن میں اِشْبِیلِیہ (Sevilla) کے علاوہ، مکۂ معظّمہ، مدینہ طیّبہ، تیونس، تلمسان (Tlemcen)، طریف (Turaif)، فاس (Fes)، سلا (Salé)، بغداد، مصر، حلَب، اور دِمشق خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں[۱]۔

قونیہ میں قیام

۱۲۰۵ء میں سلطان کیکاؤس اوّل کی دعوت پر شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ "قونیہ" تشریف لے گئے، وہاں آپ کا انتہائی شاندار استقبال کیا گیا، سلطان آپ کے اَوصاف وکمالات سے پہلے ہی واقف تھا، لہذا اس نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے "قونیہ" میں قیام کی درخواست کی، جسے آپ نے قبول فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ طویل عرصہ تک "قونیہ" میں قیام پذیر رہے، اور یہاں تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ "قونیہ" میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے مشہور اور اہم شاگرد وخلیفہ، شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنہوں نے مشرق میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کیا[۲]۔

---

(۱) "التدبيرات الإلهيّة" صـ٢٦-٢٩.

(۲) انظر: "كتاب البرهان الأزهَر في مناقب الشيخ الأكبر" صـ٥. و"شیخ محی الدین ابن عربی" صـ۵۴۔

تصنیف و تالیف

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر، حدیث، سیرت، ادب، تصوّف، ہیئت اور شعر و شاعری سمیت متعدد موضوعات پر سینکڑوں کُتب تحریر فرمائیں۔ علاّمہ عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تصنیفات کی تعداد کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ "بغداد کے ایک بڑے شیخ نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں ایک کتاب لکھی ہے، اور وہاں لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کی تعداد پانچ سو سے زائد ہے۔ حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض دوستوں کی درخواست پر، ایک رسالے کی فہرست میں (اپنی وفات سے چند سال قبل) اپنی تصنیفات کی تعداد کا ذکر کیا ہے، وہاں پر دو سو پچاس ۲۵۰ کتابوں سے زیادہ کا نام ہے، ان میں سے اکثر کُتب تصوّف میں ہیں، جبکہ بعض دیگر علوم میں بھی ہیں"[۱]۔

اسی طرح شیخ ابو الحسن علی بن ابراہیم قاری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الدر الثمین فی مناقب الشیخ محی الدین" میں پانچ سو سے زائد تصنیفات کو شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے[۲]۔ استاذ کورکیس عواد نے اپنی کتاب "الذخائر الشرقیّة" میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کُتب کی تعداد پانچ سو ستائیس بیان کی ہے[۳]۔ البتہ ڈاکٹر عثمان یحیٰی نے فرانسیسی زبان میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی

---

(۱) "نفحات الاُنس" مترجم، شیخ محی الدین محمد بن علی ابن عربی، ص۷۵۔

(۲) "النُور الأبهَر" الرسالة: "الدر الثمين" الباب الثاني في أقواله ومصنَّفاته، ص٥٦.

(۳) "الذخائر الشرقية" فهرست مؤلَّفات محي الدين ابن عربي، تمهيد، ٦/ ١٦٢.

تصنیفات، اور آپ کے احوال و آثار سے متعلق تحریر کی گئی، دیگر تالیفات و رسائل پر ایک ضخیم مقالہ لکھا ہے، جس میں انہوں نے انتہائی عرق ریزی اور تحقیق کے بعد، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ۹۹۱ کُتب و رسائل شمار کرائے ہیں۔ اس کتاب کا عربی ترجمہ "مؤلَّفات ابن عربي تاريخها وتصنيفها" کے نام سے شائع ہو چکا ہے، جو کہ جامعۃ الاَزہر مصر میں (سابق) فلسفہ کے استاد (حالیہ شیخ الاَزہر) ڈاکٹر احمد محمد طیّب کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے۔

اس قدر کثیر کتابیں تحریر کرنے کا سبب، خود شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ "ان تصنیفات و تالیفات سے میرا مقصد، دیگر مصنّفین کی طرح نہیں، بلکہ بعض اوقات مجھ پر حیرت انگیز حقائق واَسرار کا ظہور ہوا، اگر میں انہیں اِحاطۂ تحریر میں نہ لاتا، تو سوزشِ قلب مجھے جلا کر ختم کر دیتی، صرف اس اندیشے سے میں نے انہیں تحریری شکل دے دی، اور بعض اوقات خواب اور حالتِ کشف میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے لکھنے کا حکم ہوا، تو میں نے حکم کی تعمیل میں لکھا[1]۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ حقیقت، معرفت اور کشف والہام کے جس بلند رُتبے پر فائز تھے، اسے سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، یہی وجہ ہے کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے بذاتِ خود اپنی ۱۱۷ کُتب و رسائل کے بارے میں تحریر فرمایا کہ "وأمّا ال كُتُب التي أمرَني الحقُّ ﷻ بوَضعها، ولم يأمُرني بإخراجها للنّاس وبثّها في

(۱) المرجع نفسه.

الخَلق"[۱] یعنی "وہ رسائل جن کی تالیف کا تو اللہ رب العزّت نے مجھے حکم دیا، مگر انہیں لوگوں میں عام کرنے کا حکم نہیں دیا"[۲]۔ انہی کُتُب ورسائل میں "كتاب الأحديّة"، "كتاب العَين"، "كتاب الوِلاية"، "كتاب الرّسالة والنُبوّة والولاية والمعرفة"، اور "فُصوص الحِكَم" وغیرہ بھی ہیں۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی چند تصنیفات کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) تفسير ابن عربي، (۲) المثلّثات الوارة في القرآن، (۳) المسبّعات الواردة في القرآن، (٤) السّراج الوهّاج في شرح كلام الحلّاج، (٥) الاحتفالُ فيما كان عليه رسولُ الله ﷺ مِن سُنن الأحوال، (٦) التدبيرات الإلهيّة في إصلاح المملكة الإنسانيّة، (۷) كشف المعنى عن سرِّ أسماء الله الحُسنى، (۸) جِلاء القُلوب، (۹) الفُتوحات المكّية، (۱۰) فُصوص الحِكَم، (۱۱) الجمعُ والتفصيل في أسرار مَعاني التنزيل، (۱۲) الجذوة المقتبسة والخطرة المختلسة، (۱۳) مفتاح السعادة في معرفة المَدخل إلى طريق الإرادة، (١٤) مُبايعة القطب بحضرة القُرب، (١٥) المحكم في المَواعظ والحِكم وآداب رسول الله ﷺ، (١٦) الميزان في صفة الإنسان، (۱۷) الدليل في إيضاح السبيل، (۱۸) المنتخب في

---

(۱) المرجع السابق، صـ٦٦.

(۲) المرجع السابق، صـ٦٦-٧٣.

سائر القرب، (۱۹) نتائج الأذکار وحدائق الأزهار، (۲۰) حلیة الأبدال وما یظهر منها المعارف والأحوال[1].

تلامذہ

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جیسے "بحر العلوم" کی بارگاہ میں حاضر ہو کر، اپنی تشنگیٔ علم دُور کرنے والوں کی تعداد بھی شمار سے باہر ہے، البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر کے آپ سے اکتسابِ فیض کرنے والے، چند مشہور ومعروف شاگردوں کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) ابو الغنائم عتیق بن ابو الفُتوح الحرّانی، المعروف عبد اللہ بدر حبشی، (۲) اسماعیل بن سودکین بن عبد اللہ نوری، (۳) صدر الدین محمد بن اسحاق قونوی، (۴) عفیف الدین تلمسانی، (۵) ابو المعالی محمد بن سوار، المعروف نجم بن اسرائیل[2]۔

ازواج واَولاد

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے یورپ اور ایشیاء میں متعدّد نکاح فرمائے، لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں ان کا ذکر بہت کم ملتا ہے، البتہ آپ نے اپنی ایک زَوجہ محترمہ مریم بنت محمد بن عبدُون بن عبد الرحمن بجانی کا ذکر، "فتوحاتِ مکیہ" میں

---

(۱) "الفُتوحات المکیّة" ترجمة ابن عربي، مؤلّفاته وشُیوخه، ۱/۱۱-۱۳. و"النُّور الأبهَر" الرسالة: "الدر الثمین" الباب ۲ في أقواله ومصنّفاته، صـ۵۷-۶۰.

(۲) "التدبیرات الإلهیة" مقدّمة التحقیق، الفصل الأوّل، صـ۳۷-۳۸.

بڑی محبت کے ساتھ متعدّد مقامات پر فرمایا[1]۔ یہ ایک پاکباز اور نیک خاتون تھیں، اسی طرح ایک اَور عفّت مآب خاتون فاطمہ بنت یونس بن یوسف کا شمار بھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اَزواج میں ہوتا ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دو ۲ صاحبزادوں اور ایک صاحبزادی کی ولادت انہی کے بطن اَطہر سے ہوئی، اس کے علاوہ شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی، جب ان کے والد گرامی انتقال فرماگئے، تب شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نکاح ان کی والدہ ماجدہ سے بھی فرمایا، اور انتہائی توجہ اور شفقت ومحبت کے ساتھ شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت فرمائی[2]۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ اَمجاد کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) شیخ سعد الدین محمد ابن عربی رحمۃ اللہ علیہما

شیخ سعد الدین محمد ابن عربی رحمۃ اللہ علیہما کی ولادت ۶۱۸ھ میں "ملیطہ" میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ شاعر اور صوفی بزرگ تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۶۵۶ھ میں دِمشق میں ہوا، اور اپنے والد گرامی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے[3]۔

(۲) شیخ عماد الدین ابو عبد اللہ محمد ابن عربی رحمۃ اللہ علیہما

---

(۱) انظر: "الفتوحات المكية" الباب ٥٣ في معرفة ما يلقي المريد على نفسه من الأعمال قبل وجود الشيخ، ١/ ٤٢٠.

(۲) انظر: "التدبيرات الإلهية" مقدّمة التحقيق، صـ٢٤-٢٥. و"النُّور الأبهَر" صـ٢٦.

(۳) "فوات الوفيات" سعد الدين ابن عربي، ٣/ ٢٦٧.

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے کا نام شیخ عماد الدین ابو عبد اللہ محمد رحمۃ اللہ علیہ ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتربیت آپ کے والد گرامی شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بذاتِ خود فرمائی۔ آپ زُہد وتقویٰ اور علم وفضل میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر تھے، ان کا انتقال ۶۶۷ھ میں "مدرسہ صالحیہ دِمشق" میں ہوا[1]۔

(۳) زینب بنت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہا:

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی کا اسم گرامی "زینب بنت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہا" ہے، خالقِ کائنات کا ان پر خاص فضل وکرم تھا، یہ ایّامِ شیر خواری سے ہی رُوحانیت، ولایت اور کشف والہام کے درجے پر فائز تھیں، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پنگھوڑے میں کلام فرمایا، بچپن ہی میں ان کا انتقال ہوا، اور شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے انہیں لحد میں اُتارا[2]۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری:

شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے، کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ صوفی شاعر بھی ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شعری مجموعہ "ترجمان الأشواق" کے نام سے معروف ہے۔ بعض فقہاء نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر، جب عشقیہ رنگ کے غلبے کا الزام رکھا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیوان کی شرح

---

(۱) "الوافي بالوفيات" عماد الدين ابن العربي أخو سعد الدين، ۱/۱۵۸.

(۲) "التدبيرات الإلهية" مقدّمة التحقيق، الفصل الأوّل: المؤلّف، صـ۲۵.

"الذخائر والاَغلاق" کے نام سے تحریر فرمائی، اور اس میں ثابت کیا کہ آپ کے اَشعار صُوفیانہ اور تصوُّف کے مروّجہ طریق کے عین مطابق ہیں۔ اپنے دیوان شعری کی شرح میں اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "جب میں نے مکہ مکرّمہ میں "ترجمان الاَشواق" مرتّب کیا، تو میرے اَحباب عبد اللہ بدر حبشی اور اسماعیل بن سودکین نوری رحمۃ اللہ علیہما نے بتایا، کہ بعض فقہاء کو میرے دیوان کے مندرِجات پر کچھ اعتراض ہے، ان کے خیال میں میرا دیوان صرف غزلیہ اَشعار پر مشتمل ہے، حقائق ومَعارف سے ان کا کوئی تعلق نہیں، ان کے اس اعتراض پر میں نے اس کی شرح تحریر کی ہے، اور اس میں ان حضرات کے شُکوک وشُبہات کا اِزالہ کرنے کی کوشش کی ہے"(۱)۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدۂ ختمِ نبوت:

ختمِ نبوّت سے متعلق حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا وہی عقیدہ ہے، جو تمام امّتِ مسلمہ کا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کُتب میں بھی متعدّد مقامات پر ختم نبوّت کے بارے اپنے عقیدے کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "فُتوحاتِ مکیہ" میں ختمِ نبوّت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "نبوّت اللہ تعالی کا خصوصی وامتیازی مُعاملہ ہے، اپنے بندوں میں سے جس کے ساتھ چاہتا ہے یہ مُعاملہ فرماتا ہے، نبوّت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے

---

(۱) "الذخائر والأغلاق شرح ترجمان الأشواق" صـ۱۹٦.

ساتھ یہ سلسلہ رُک چکا ہے، البتہ ولایت قیامت تک حاصل کی جا سکتی ہے، جو کوئی اس کے حصول کے لیے محنت کرے گا، وہ اسے پا لے گا!"[1]۔

عقیدۂ ختم نبوّت کی وضاحت کرتے ہوئے، شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ "تمام امّتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کے ساتھ ختم ہو گئیں، اور اللہ تعالیٰ نے اس امّت کو انسانوں کے لیے بنائی گئی، سب سے بہترین امّت بنا دیا، تمام رسولوں کا سلسلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ختم ہو چکا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے تمام شریعتیں ختم ہو گئیں، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہیں ہو گا جو شارع ہو، اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے بعد کوئی شریعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی جائے گی"[2]۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی، رسول، شریعت یا اولیاء اللہ کے لیے کسی قسم کی وحی کے ہر گز قائل نہیں، انہوں نے ایک مقام پر صراحۃً اس چیز کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ "جان لو! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے اِلہام ہے نہ کہ وحی؛ کیونکہ وحی کا راستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہو چکا"[3]۔

---

(۱) "الفُتوحات المكية" الباب ۳۰۳ في معرفة منزل العارف الجبرئيلي من الحضرة المحمديّة، ٥/ ۲۱.

(۲) "الفتوحات المكية" الباب ٤٦۲ في الأقطاب المحمديين ومنازلهم، ۷/ ۱۱۱.

(۳) الفتوحات المكية" الباب ۳٥۲ في معرفة منزل ثلاثة أسرار طلسمية حكمية تشير إلى معرفة منزل السبب وأداء حقّه، ٥/ ۳٥۳.

حضرت خضر علیہ السلام سے شرفِ ملاقات

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ راہِ فقر و سلوک میں ایک بلند اور امتیازی مقام رکھتے ہیں، ان کی روحانی شان و عظمت کا اندازہ لگانے کے لیے صرف اتنی بات جان لینا ہی کافی ہے، کہ تصوّف میں ان کے خِرقہ (روحانی لباس) کی نسبت صرف ایک واسطے سے، حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے، جبکہ خرقہ شریف میں دوسری نسبت بھی صرف ایک واسطے سے حضرت سیّدنا خضر C تک پہنچتی ہے، یہ واسطہ حضرت شیخ ابو الحسن علی عبد اللہ بن جامع رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، شیخ ابن جامع نے شیخ ابن عربی کو جس جگہ جو خرقہ پہنایا، ٹھیک اسی مقام پر وہ خرقہ انہیں، حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے پہنایا تھا، صرف یہی نہیں، بلکہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام سے براہِ راست صحبت و ملاقات کا شرف بھی حاصل ہے[1]، اس شرف عظیم کے بارے میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ

---

(۱) حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام سے جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، علماء اور صالحین کی ملاقات ثابت ہے، اُن میں سے بیشتر کے اسمائے گرامی شیخ عبد اللہ حلمی حسن شریف نے، شیخ سیّد عبد اللہ بن صدیق غماری حسنی کی کتاب "إثمد العين ببيان نبوّة الخضر واسم ذي القرنَين" کے آخر میں "ذكر مَن اجتمع بالخضر علیہ السلام من الصحابة والعلماء والصالحين" کے عنوان سے (بطور ضمیمہ) ذکر کیے ہیں۔ اس کتاب میں حضرت خضر علیہ السلام سے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا حال بھی ۲۷ ویں نمبر کے تحت مذکور ہے، لہذا حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے والوں کے بارے میں، مزید تفصیل کے طلبگار حضرات کے لیے مذکورہ

"مجھے حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام کی صحبتِ بابرکت نصیب ہوئی، میں نے ان سے آدابِ طریقت سیکھے، حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام نے مجھے نصیحت فرمائی، کہ مقاماتِ شیوخ کو تسلیم کر لینا چاہیے"[۱]۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت سیّدنا خضر C میں تین چیزیں خرقِ عادت دیکھیں: (۱) وہ سمندر پر چلا کرتے تھے، (۲) زمین کو لپیٹ لیتے تھے، (۳) اور فضا میں نماز کی ادائیگی کرتے تھے"[۲]۔

خاتمِ ولایت:

شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ "خاتم الولایۃ" کے عظیم منصب پر فائز ہیں، یہی وجہ ہے کہ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے "فتاوی رضویہ شریف" میں اس لقب کو بعض مقامات پر ذکر فرمایا، گویا آپ نے تحریری طور پر شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے منصب "خاتم الولایۃ" کی تصدیق کی[۳]۔

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب کے ذریعے اس منصب کی خوشخبری دی گئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ "۵۹۹ ہجری میں مکّہ مکرّمہ میں، میں نے ایک خواب دیکھا، کہ کعبۃ اللہ شریف سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا

کتاب کا مُطالعہ مفید رہے گا۔

(۱) "نفحات الانس" مترجم، شیخ محی الدین محمد بن علی ابن عربی، ص۵۷۲۔

(۲) ایضاً۔

(۳) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والإباحۃ، ۲۲/۱۲۸۔

ہے، اس کی سج دھج دیکھ کر میری آنکھیں خیرہ ہو کر گئیں، اچانک نظر پڑی کہ رُکنِ یمانی اور رُکنِ شامی کے درمیان ذرا سا رُکنِ شامی کی طرف دیوار میں دو اینٹوں کی جگہ خالی ہے، ایک سونے کی اور ایک چاندی کی، اُوپر والی لائن میں سونے کی اینٹ کم تھی اور نیچے والی میں چاندی کی، اس وقت میں نے مُشاہدہ کیا کہ وہ خالی جگہ میری ذات سے پُر ہو گئی، اور گویا میں خود وہ دو اینٹیں بن گیا ہوں، اس طرح دیوار مکمل ہو گئی، اس کے بعد کعبۃ اللہ شریف میں کوئی چیز کم نہ رہی، میں نے (نگاہِ معرفت سے) جان لیا کہ وہ اینٹیں میرا عَین ہیں اور میں ان کا عین ہوں، پھر مجھے اس میں کوئی شک وشبہ نہ رہا۔ جب میں بیدار ہوا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اور اپنے لیے اس خواب کی تعبیر یوں کی، کہ میں اولیائے کرام میں ویسے ہی رہوں گا، جیسے کہ انبیائے کرام علیہم السلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے، اور شاید یہ مجھے ختمِ ولایت کی بِشارت ہے"[1]۔

کشف ومُشاہدات:

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا کشف ومُشاہدہ کمال درجے کا تھا، آپ اللہ کی عطا سے، لمحہ بھر میں لوگوں کے ماضی، حال اور مستقبل کا حال جان کر، اس کی ٹھیک ٹھیک خبر دے دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ خاص شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مُشاہدات اور کشف کا حال بیان کرتے ہیں کہ "اگر ہمارے شیخ (ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ) کسی چیز کی حقیقت جاننا چاہتے، تو اسے بغور دیکھتے اور پھر اس کے

---

(۱) "الفتوحات المكية" الباب ٦٥ في معرفة الجنّة ومنازلها ودرَجاتها وما يتعلق بهذا الباب، ١/ ٤٨٠-٤٨١.

مستقبل حتیٰ کہ انجام تک کی خبر دے دیتے تھے، وہ لوگوں کے نہ صرف حال، بلکہ ماضی کے حقائق واَحوال بھی جان لیتے تھے"(۱)۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیماتِ تصوّف

حضراتِ گرامی قدر! حضرت شیخِ اکبر محی الدین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیماتِ تصوّف، شریعتِ اسلامیہ کی مکمل آئینہ دار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حقیقت ومعرفت کے اَسرار ورُموز سمجھنے کی کوشش کرنے والے صوفیاء اور عوام کو، ہمیشہ شریعتِ مطہّرہ کا دامن تھامے رہنے کی تلقین کرتے رہے، شریعتِ مطہّرہ کی پابندی اور تعلیماتِ تصوّف سے متعلق آپ کے چند فرامین حسبِ ذیل ہیں:

(۱) "ظاہری شریعت کا ترازُو ہاتھ سے نہ جانے دو، بلکہ شریعت کا جو حکم ہو فوراً اس پر عمل کرو، اور اگر عام علماء کے برخلاف آپ کی سمجھ میں کوئی ایسی بات آئے، جو شریعت کے ظاہری حکم پر عمل کرنے سے آپ کو روکے، تو اس پر اعتماد مت کرو؛ کیونکہ وہ معرفت نہیں، بلکہ ایک دھوکہ ہے، جس کی آپ کو خبر نہیں!""(۲)۔

(۲) "یقین جان لو کہ شریعت کا چشمہ ہی حقیقت کا چشمہ ہے؛ کیونکہ شریعت کے دو دائرے ہیں: ایک اُوپر اور ایک نیچے، اُوپر کا دائرہ اہلِ کشف کے لیے ہے، اور نیچے کا دائرہ اہلِ فکر کے لیے۔ اہلِ فکر جب اہلِ کشف کے اقوال کو تلاش کرتے، اور اپنے دائرۂ فکر میں نہیں پاتے ہیں، تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ قول شریعت سے باہر ہے، یہی وجہ

---

(۱) "شیخ اکبر محی الدین ابن عربی" شفیع محمد بلوچ، صـ۱۲۔

(۲) انظر: "اليواقيت والجواهر" للشَّعراني، الفصل ٤، الجزء ١، صـ٥٤.

ہے کہ اہلِ فکر اہلِ کشف پر معترض ہوتے ہیں، مگر اہلِ کشف اہلِ فکر پر انکار نہیں رکھتے، جو کشف و فکر دونوں رکھتا ہے وہ اپنے وقت کا حکیم ہے، تو جس طرح علومِ اہلِ فکر شریعت کا ایک حصہ ہیں، اسی طرح علومِ اہلِ کشف بھی شریعت ہی کا حصہ ہیں، دونوں لازم و ملزوم ہیں، چونکہ دونوں کناروں (یعنی شریعت و طریقت) کا جامع نایاب ہے، چنانچہ ظاہر بینوں نے شریعت و حقیقت کو جدا سمجھ لیا"[۱]۔

(۳) "جان لو کہ اولیائے کرام اور مشائخ کاملین کے پیمانے کبھی شریعت سے خطا نہیں کرتے، اور وہ شریعت کی مخالفت سے محفوظ رہتے ہیں"[۲]۔

(۴) "جان لو کہ شریعت کا ترازو جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں مقرر فرمایا ہے، یہ وہی ہے جو علمائے شریعت کے ہاتھ میں ہے، لہذا جب کوئی ولی عقل سلامت ہونے کے باوجود، شریعت کے اس پیمانے سے باہر نکلے، تو ایسے شخص کا رَد کرنا واجب ہے"[۳]۔

(۵) "کھایا جانے والا ہر لقمہ اپنے ہی جیسے افعال کا سبب بنتا ہے، اگر وہ لقمہ حرام کا ہو گا تو حرام کاموں کا سبب بنے گا، مکروہ ہو گا تو مکروہ، اور اگر جائز ہو گا تو جائز کاموں کا سبب بنے گا"[۴]۔

(۶) "علومِ الٰہیہ میں ولی کا کشف اس علم سے آگے نہیں ہو سکتا، جو اس کے نبی

---

(۱) المرجع نفسه.

(۲) المرجع السابق.

(۳) المرجع السابق.

(٤) "تفسير ابن عربي" پ ۳، البقرة، تحت الآية: 276، الجزء 1، صـ۹۸.

کی کتاب اور وحی عطا فرمارہی ہے ... اور اگر کچھ شرعی حُدود سے باہر ہو جائے، تو وہ علم نہیں ہوگا، نہ وہ کشف ہوگا، بلکہ اگر تم تحقیق کرو تو ثابت ہو جائے گا کہ وہ جہالت تھی"[1]۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ علمائے امت اور بزرگانِ دین کی نظر میں

حضرات گرامی قدر! حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ، ایک عظیم صوفی اور صاحبِ کشف بزرگ بھی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علمِ توحید اور حقیقت و معرفت کے اَسرار ورُموز سے اس قدر واقفیت رکھتے ہیں، کہ دُور دُور تک آپ کا ثانی نظر نہیں آتا، یہی وجہ ہے کہ اکابر علمائے امت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے علم و فضل اور کشف ومُشاہدات کے معترف نظر آتے ہیں، درج ذیل سُطور میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چند علمائے امت اور بزرگانِ دین کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

(۱) حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابن عربی علیہ السلام کی ولادت سے قبل، آپ کے والد شیخ علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے فرمایا کہ "یہ بچہ (یعنی شیخ ابن عربی) اولیائے کرام میں عظیم درجہ اور عالی رُتبہ پائے گا"[2]۔ جب شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی آپ کو ساتھ لے کر، پیرانِ پیر روشن ضمیر شیخ

---

(۱) "الفتوحات المكية" الباب 314 في معرفة منزل الفرق بين مدارج الملائكة والنبيين والأولياء من الحضرة المحمديّة، 5/81.

(۲) "خزینۃ الاَصفیاء" شیخ محی الدین ابن عربی، ۱/۱۸۶۔

عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی طرف نگاہِ لطف و کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "یہ میرا بیٹا ہے، ان شاء اللہ یہ قطبِ زمانہ ہوگا، اَسرارِ توحید جو آج تک کسی مُوحّد (توحید کے قائل) نے بیان نہیں کیے، یہ لڑکا اُن اُسرار و رُموز کو وضاحت و صراحت کے ساتھ بیان فرمائے گا"![1]۔

(۲) ایک بار شیخ ابن عربی اور شیخ شہاب الدّین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہما دونوں ایک جگہ اکٹھے ہوئے، ان دونوں نے کچھ دیر کے لیے سر جھکایا، اور پھر بات کیے بغیر جدا ہو گئے۔ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے شیخ شہاب الدّین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو کیسا پایا؟ تو ارشاد فرمایا کہ "شیخ شہاب الدّین رحمۃ اللہ علیہ سنّتِ نبوی میں سرتاپا غرق ہیں"۔ پھر شیخ شہاب الدین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا، کہ آپ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ "وہ حقائق کا سمندر ہیں"[2]۔

علاوہ ازیں شیخ شہاب الدین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھنے سے منع فرمایا کرتے، اور اس کی وجہ یہ بیان فرماتے کہ "حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نہایت بلند و عمیق (تصوّف و رُوحانیت کے اَسرار و رُموز اور باریکیوں سے بھرپور) ہوتا ہے، ہر ایک میں اُس کلام کے سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، لہذا عوام النّاس کو منع کرتا ہوں؛ کہ کہیں بھٹک نہ جائیں!"[3]۔

---

(۱) ایضاً۔

(۲) "تنبئة الغبي بتبرئة ابن عربي" صـ٤.

(۳) "ملفوظاتِ مہریّہ" ملفوظ ۳، ۹۔

(۳) قاضی القُضاۃ (چیف جسٹس) قاضی شمس الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں غلاموں کی سی خدمت کرتے، اور ہر روز ان کے پاس آنے سے قبل تیس ۳۰ درہم صدقہ فرماتے تھے"[۱]۔

(۴) شیخ سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کامل، فاضل، اپنے زمانے کے شیخ، اور وقت میں یکتا تھے، تمام شرعی و حقیقی علوم میں اور ان کے علاوہ تمام علوم وفنون میں بھی ان کا کوئی نظیر نہیں۔ ان کی بہت سی ایسی تصنیفات وتالیفات ہیں، جن کے انداز پر کسی نے تالیف نہیں کی، انہیں اسم اعظم یاد تھا، لوگوں کے ان کے بارے بہت سے اقوال ہیں، اور میرا مذہب ان کے بارے میں سکوت (خاموشی) ہے، اور اللہ تعالی زیادہ بہتر جانتا ہے!"[۲]۔

(۵) مشہور مؤرّخ ومحدّث محمد بن سعید دبیثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ بغداد تشریف لائے، تو میں نے ان سے ملاقات کی، میں نے انہیں ان کے وصف سے بھی اُونچا پایا، بلکہ ان کے مقام ومرتبہ کو بیان ہی نہیں کیا جاسکتا"[۳]۔

(۶) "تاریخِ بغداد" کے مصنّف حافظ محب الدین ابن نجّار رحمۃ اللہ علیہ کبائر

---

(۱) انظر: "النُّورِ الأبهَر" الرسالة: "الدرُّ الثمين" الباب الأوّل في أحواله، الفرقة الأولى، صـ۴۱ - ۴۲.

(۲) المرجع نفسه: الفرقة الثانية، صـ۵۲.

(۳) المرجع السابق، الفرقة الأولى، صـ۴۳ ملخصاً.

علمائے حدیث میں سے ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "دِمشق میں میری ملاقات شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، میں نے انہیں امام، عالم، کامل، علوم میں تبحر، اور حقائق میں راسخ پایا"[۱]۔

(۷) شیخ سعد الدین حَموی رحمۃ اللہ علیہ جب ملکِ شام سے واپس اپنے وطن خُراسان لَوٹے، تو اصحابِ خاص نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ ملکِ شام میں علماء میں سے کس کو چھوڑ کر آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں شام میں محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں ٹھاٹھیں مارتا سمندر چھوڑ آیا ہوں، جس کی نہ گہرائی کی انتہاء ہے اور نہ اس کا کوئی کنارہ ہے"[۲]۔

(۸) شیخ عزّ الدین عبد العزیز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کے خادم بیان کرتے ہیں، کہ ایک روز شیخ عزّ الدین اور میں دونوں روزے سے تھے، شیخ عزّ الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اِفطار کے لیے بلالیا، تو میں حاضرِ خدمت ہوا، شیخ کی توجہ اور شفقت دیکھ کر میں نے عرض کی کہ "موجودہ وقت کے قطب کون ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "تمہیں اس سے کیا؟" خادم فرماتے ہیں کہ شیخ کے اس جواب سے میں سمجھ گیا کہ وہ اس نام سے آگاہ ہیں، میں نے کھانا پینا چھوڑا اور عرض کی، کہ خدا کے لیے مجھے بتا دیجیے کہ وہ کون ہیں؟ اس پر شیخ عزّ الدین رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا کہ وہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں"[۳]۔

---

(۱) المرجع السابق.

(۲) المرجع السابق، صـ٤١.

(۳) المرجع السابق، صـ٣٨.

(۹) برصغیر پاک وہند میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کرنے میں، سب سے اَہم کردار، شیخ فخر الدین ابراہیم بن بزرگ مہر بن عبد الغفار جوالیقی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، عراقی آپ کا تخلّص ہے۔ آپ ہمدان کے بیرونی علاقے میں کُمیجان نامی ایک گاؤں میں ۶۱۰ھ / ۱۲۱۴ء میں پیدا ہوئے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اَجداد اپنے زمانے کے فُضلاء میں سے تھے۔ شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی نے صَرف ونحو، اَدبیاتِ عربی اور تفسیر وحکمت کی تعلیم ہمدان میں حاصل کی، روحانی جستجو کے سبب مختلف بزرگوں سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ اَصفہان اور ہندوستان سے ہوتے ہوئے ملتان (پاکستان) تشریف لائے، اور شیخ بہاء الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ اِرادت میں شامل ہوگئے۔ آپ تقریباً پچیس ۲۵ سال تک ملتان میں قیام پذیر رہے، آپ کو شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ بعد ازاں حرمین شریفین کی طرف عازمِ سفر ہوئے، حج کی سعادت کے بعد ملک رُوم (موجودہ ترکی) کے ایک شہر قونیہ پہنچے، وہاں آپ کو مولانا جلال الدین رُومی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا، بعد ازاں شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ ابن عربی کی مشہورِ زمانہ کتاب "فتوحاتِ مکّیہ" پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی[۱]۔

شیخ فخر الدین ابراہیم عراقی رحمۃ اللہ علیہ بہترین مصنّف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے شاعر بھی تھے، آپ ان ابتدائی شعراء میں سے ہیں، جنھوں نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کو فارسی شاعری میں پیش کیا۔ شیخ فخر الدین عراقی

---

(۱) "اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ" عراقی، ۱۳/ ۴۴-۴۶۔

کو دِمشق میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے قریب دفن کیا گیا۔ دسویں صدی ہجری تک آپ کا مزار معروف رہا، لیکن آج اس کا کوئی نشان باقی نہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "کتاب اللمعات" کو "فُصوص الحکم" کا خلاصہ شمار کیا جاتا ہے[۱]۔

(۱۰) شیخ ابو یحییٰ زکریا قزوینی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "وہ بزرگ، عالم، عارِف، علومِ شریعت و حقیقت کے سمندر، اپنے زمانے کے مَرجع وماویٰ تھے۔ عظمتِ شان اور مقام و مرتبہ کی بلندی میں ان کا کوئی ہم پلّہ نہیں تھا"[۲]۔

(۱۱) شیخ قطب الدّین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "بے شک محی الدین ابن عربی علومِ شریعت وحقیقت میں کامل تھے"[۳]۔

(۱۲) امام ذَہبی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے ناقِد ہونے کے باوجود، آپ کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ابن عربی کے ہاں کلام میں وسعت، ذکاوَت، قوّتِ حافظہ، اور تصوُّف وروحانیّت میں گہرائی پائی جاتی ہے، ان کی کُتُب عرفان (معرفت الٰہی) کا خزینہ ہیں"[۴]۔

---

(۱) "محي الدين ابن عربي الشخصية البارزة في عرفان الإسلامي" الفصل ۲: تأثير ابن عربي على العرفاء من بعده صـ۵۹۱- ۵۹۲ ملخصاً.

(۲) المرجع نفسه، صـ۴۳-۴۴.

(۳) "اليواقيت والجواهر" الفصل ۱ في بيان نبذة من أحوال الشيخ محي الدين الجزء۱، صـ۲۶.

(٤) "تاريخ الإسلام" للذهبي، سنة ثمان وثلاثين وستمئة وفيها ولد، رقم: ٥٤٩،

(۱۳) شیخ حرم مکّی اور مؤرّخ عبد اللہ بن اَسعد یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ علوم کا ایک عظیم پہاڑ ہیں، جس کا دامن پختہ اور اونچائی بہت بلند ہے، ان کے فنون میں ان کا کوئی ثانی نہیں"(۱)۔

(۱۴) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوصیف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "وہ شیخ امام محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی حاتمی طائی اَندلُسی ہیں، ابن عربی کے لقب سے مشہور ہیں۔ وہ شیخ جلیل، عالی مرتبت، رفیع الشان، علومِ شرعیہ میں راسخ، اَسرارِ حقیقت میں متمکن تھے، ریاضتوں اور مجاہدوں میں بھی انہیں بلند مقام حاصل تھا"(۲)۔

(۱۵) شیخ صلاح الدّین صفدی رحمۃ اللہ علیہ شیخِ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جو کسی علمِ لدُنّی کے حامل شخص کا کلام دیکھنا چاہے، وہ شیخ محی الدین ابن عربی کی کتابیں دیکھے"(۳)۔

محمد بن علي بن محمد بن أحمد بن عبد الله (المعروف بابن عربي)، ١٤/ ٢٧٣.

(١) انظر: "النُّور الأبهَر" الرسالة: "الدرُّ الثمين" الباب 1 في أحواله، الفرقة الثانية، صـ٥٠.

(٢) المرجع نفسه، صـ٤٩.

(٣) "اليواقيت والجواهر" الفصل ١ في بيان نبذة من أحوال الشيخ محي الدين الجزء ١، صـ٢٦.

(۱۶) شیخ مجد الدّین فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی کی تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے صدّیقین میں سے ہیں، آپ اپنے زمانہ کے مجتہد اور بہت بڑے عالمِ دین ہیں"(۱)۔

(۱۷) یمنی مؤرّخ علی بن حسن خَزرجی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "وہ امام، عالم، فاضل، کامل، بارِع، ولیُ اللہ، محی الدین کے لقب والے، اور ابن عربی کی شہرت والے ہیں، اپنے زمانے کے یکتا اور مُعاصرین میں یگانہ تھے"(۲)۔

(۱۸) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو برصغیر پاک وہند میں عام کرنے والوں میں، ایک اہم نام شیخ علاؤالدین علی بن احمد مہائمی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم اور عارف تھے، نظریۂ "وَحدت الوُجود" کے قائل تھے۔ آپ نے "تفسیر مہائمی" کے نام سے قرآن پاک کی تفسیر بھی تحریر فرمائی(۳)۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے، آپ نے "فُصوص الحکم" کی شرح "خصوص النِعَم" کے نام سے تحریر فرمائی، جو دار الکُتُب العلمیہ بیروت سے ۲۰۰۷ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ وشاگردِ خاص، شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کی "شرح فُصوص الحکم" کی بھی شرح تحریر فرمائی ہے۔

---

(۱) "النور الأبهَر" الرسالة: "الاغتباط بمعالجة الخياط" للفيروزآبادي، صـ۳۵۵.

(۲) انظر: "النُّور الأبهَر" الرسالة: "الدرُّ الثمين" الباب الأوّل في أحواله، الفرقة الثانية، صـ۴۸.

(۳) دیکھیے: "تذکرۂ علمائے ہند" ملّا علی مہائمی، ص۳۴۹-۳۵۰۔

شیخ علاؤ الدین علی مہائمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح کے عنوان میں، شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے "ختم الوِلایۃ"، "محی الدین"، اور "شیخ اکبر" جیسے اَلقاب تحریر فرما کر، آپ کے علم وفن اور مقام ومرتبہ کا اعتراف کیا ہے[1]۔

(۱۹) امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ شیخ کمال بن زَملکانی رحمۃ اللہ علیہ نے، شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "ابن عربی مَعارفِ اِلٰہیہ کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہیں، میں نے ان کا اور دیگر اہلِ طریقت کا کلام ذکر کیا ہے؛ کیونکہ وہ دیگر کے مقابلے میں مقامات کی حقیقتوں کو زیادہ جانتے ہیں؛ اس لیے کہ وہ ان حقائق کے مراتب تک پہنچے ہوئے ہیں، اُن مراتب کی حقیقت چکھ چکے ہیں، وہ ایسی بات کی خبر دیتے ہیں جس کا وہ اپنی آنکھوں سے مُشاہدہ فرما چکے ہوتے ہیں"[2]۔

(۲۰) شیخ ابن ابی منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اکابر علمائے طریقت میں سے تھے، اور ان کے علم، اَخلاق اور حال پر توحید کا غلبہ تھا"[3]۔

(۲۱) ملکِ شام کے بزرگ شیخ الاسلام سراج الدین مخزومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "تمہیں چاہیے کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں پر اعتراض کرنے سے بچو!

---

(۱) انظر: "خصوص النِعَم في شرح فصوص الحكم" لعلاء الدين علي بن أحمد المهائمي.

(۲) "لسان الميزن" حرف الميم، من اسمه محمد، ۱۰۳۸- محمد بن علي بن محمد الحاتمي الطائي الأندلُسي، ۵/ ۳۱۵.

(۳) المرجع نفسه.

بے شک اولیائے کرام کے گوشت زہر آلود ہوتے ہیں (یعنی ان کی غیبت سے بچو)، ان سے بُغض وعداوت رکھنے والوں کا دِین برباد ہو جانا معلوم ہے، جو اُن سے بُغض (دشمنی) رکھے گا، وہ نصرانی ہو کر مَرے گا۔ جس نے اُن پر اپنی زبانِ سبّ وشتم (گالی گلوچ) دراز کی، اللہ تعالیٰ اسے دل کی مَوت میں مبتلا فرمادے گا!"[1]۔

(۲۲) امام شرف الدین مُناوِی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ ابن عربی کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ "ان کے بارے میں خاموشی میں سلامتی ہے، اور ہر تقویٰ شِعار جسے اپنی ہلاکت کا خوف ہو، اس کے لیے یہی مناسب ہے!"[2]۔

(۲۳) امام جلال الدین سُیوطی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی کا دِفاع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "مشائخ طریقت کی طرف جو اَیسی باتیں منسوب ہیں، جو بظاہر علمِ شرعی کے خلاف نظر آتی ہیں، اُن باتوں کی کئی توجیہات ہیں، مثلاً: (۱) ہم ان باتوں کو اس وقت تک تسلیم نہیں کرتے، جب تک وہ صحیح (سند سے) ثابت نہ ہو جائیں۔ (۲) اگر ان کی نسبت ثابت ہو جائے، تو اس کی ایسی تاویل تلاش کی جائے گی، جو (ظاہری شریعت) کے مُوافق ہو۔ (۳) ممکن ہے کہ اس کا صُدور اُن سے حالتِ سُکر (مدہوشی اور حالتِ وجد) میں ہوا ہو! ایسی حالت میں اس کا مُؤاخذہ نہیں کیا جا سکتا؛ کیونکہ اس

---

(۱) "اليواقيت والجواهر" الفصل ۱ في بيان نبذة من أحوال الشيخ محي الدين الجزء ۱، صـ۲۵.

(۲) "تنبئة الغبي بتبرئة ابن عربي" صـ۲.

حالت میں وہ غیر مکلّف ہوتا ہے۔ ان اِمکانات کے بعد بھی ان سے بدگمانی رکھنا، توفیقِ ربّانی نہ ملنے کا شاخسانہ ہے!"(۱)۔

(۲۴) امام جلال الدّین دوّانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جو شیخ محی الدین ابن عربی کو ملحِد گمان کرتا ہے، وہ خود اپنے اِلحاد کا اعلان کرتا ہے، وہ ایسے شخص کے بارے میں گفتگو کر رہا ہے، جس کے کلام کی حقیقت تک کِبار علماء اور جلیل القدر فُضلاء بھی نہیں پہنچ سکے! اور جس کے اَسرار و حقائق کے فہم سے اُن کے اَفکار عاجز رہے!"(۲)۔

(۲۵) امام عبد الوہّاب شَعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہماری معلومات کے مطابق کبھی بھی کوئی شخص، علمِ شریعت اور حقیقت میں، شیخ محی الدین کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکا"(۳)۔

(۲۶) امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے انتہائی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ "ہمارے وہ مشائخ اور علماء و حکماء، جن کی بدَولت آسمان سے بارِش نازل ہوتی ہے، ان سے ہم نے یہی سنا ہے کہ" شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اولیائے عارفین اور علمائے عاملین میں سے تھے، اور سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ اپنے زمانے کے سب سے یگانہ و منفرِد عالم تھے، وہ

---

(١) المرجع نفسه، صـ٤-٥.

(٢) "إيمان فرعون" صـ٢٣.

(٣) "اليواقيت والجواهر" الفصل ١ في بيان نبذة من أحوال الشيخ محي الدين الجزء ١، صـ٢٤.

خود لائقِ اتّباع تھے، انہیں کسی کے اتّباع کی حاجت نہیں تھی۔ تحقیق اور کشف وکلام میں وہ ایک سمندر کی مانند تھے، جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ زُہد وتقویٰ، سنّتِ نبوی پر استقامت اور مجاہدہ میں، کوئی اُن کا ثانی نہیں"[1]۔

(۲۷) حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی کے ناقِد ہونے کے باوجود، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "شیخ ابن عربی مشائخ اہلِ سنّت وجماعت، بالخصوص ساداتِ نقشبندیہ، کِبار شاذلیہ اور مذہبِ حنفیہ، شَوافع، مالکیہ اور حنابلہ کے کِبار ائمہ کے معتمَد ہیں"[2]۔

(۲۸) عالم کبیر شیخ محمد بن فضل اللہ برہانپوری رحمۃ اللہ علیہ امیر المؤمنین سیّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ گجرات میں پیدا ہوئے، شیخ صفی الدین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خرقۂ ولایت پہنایا، اس کے بعد آپ حرمین شریفین کی طرف عازم سفر ہوئے، اور وہاں شیخ علی بن حسام الدین متقی مکّی سے استفادہ کیا، بعد ازاں وطن واپس لوٹے اور "برہان پور" (انڈیا) میں سکونت اختیار کی۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عابد، زاہد اور متقی وپرہیز گار عالم دین کے طور پر مشہور تھے[3]۔ شیخ محمد بن فضل اللہ برہانپوری بھی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ ونظریۂ "وَحدتُ الوُجود" کے قائل تھے، اور اس سلسلے میں

---

(۱) "الفتاوى الحديثيّة" صـ٢١٠.

(۲) "فرّ العَون من مدّعي إيمانِ فرعون" صـ٨٤.

(۳) "نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر" الشيخ محمد بن فضل الله البرهانفوري، ٥/ ٦٢٥.

آپ نے ایک رسالہ "التحفة المرسَلة إلى النبي" بھی تحریر فرمایا[1]۔

(۲۹) شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کورانی مدنی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عرب شیوخ میں سے ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجازِ مقدّس میں قیام کے دَوران جن عرب شیوخ سے اکتسابِ فیض کیا، ان میں سب سے بڑا نام شیخ ابو طاہر کورانی کا ہے۔ شیخ ابو طاہر کورانی کے والد شیخ برہان الدین ابراہیم بن حَسَن کورانی رحمۃ اللہ علیہما نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ و نظریات سے متعلق چند کتابیں تحریر فرمائیں، جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) "تنبيه العقول على تنزيه الصوفية عن اعتقاد التجسيم والعينيّة والاتحاد والحلول" (۲) "المسلك الجلي في حكم شَطح الولي" (۳) "مَطلع الجُود بتحقيق التنزيه فى وَحدة الوجود" (٤) "إتحاف الذّكي بشرح التحفة المرسَلة إلى النبي". آخر الذِکر کتاب شیخ محمد بن فضل اللہ برہانپوری ہندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "التحفة المرسَلة إلى النبي" کی شرح ہے۔ نیز مذکورہ بالا تینوں کتابیں عرب ممالک کے مختلف مَکتبوں مثلاً "دار البیروتی"، "دار الاحسان" مصر، "دار جوامع الکلم" مصر وغیرہ سے شائع ہو چکی ہیں۔

شیخ ابراہیم بن حَسَن کورانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام اس حوالے سے بھی اَہمیت کا حامل ہے، کہ آپ کو شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازاتِ عامّہ بھی حاصل ہے، ان اجازاتِ عامّہ کی مکمل

---

(۱) "خلاصة الأثر في أعيان القَرن الحادي عشر" لمحمد أمين بن فضل الله المحبي، محمد بن فضل الله البرهانفوري، ٤/ ١١٠.

سند آپ نے "الأمم لإيقاظ الهمم" میں بیان فرمائی ہے[1]۔ علاوہ ازیں امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو بھی، دو ۲ واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ اجازات حاصل ہیں۔

(۳۰) حضرت مجدّدِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنا مَوقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فقیر کا اعتقاد خاص بھی یہی ہے، کہ انہیں مقبولانِ بارگاہ میں سے جانتا ہوں، اور ان کی وہ رائے جو دیگر اہلِ حق سے مختلف ہے، اُسے خطا اور مضر دیکھتا ہوں"[2]۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر قاضی محمد اسماعیل فرید آبادی کو "مسئلۂ توحید" کے بارے میں ایک مکتوب لکھتے ہوئے، حضرت مجدّدِ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہا نے مزید یہ بھی فرمایا کہ "جناب شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اکثر تحقیقات میں حق پر ہیں، اور ان پر طعن کرنے والے حق وصواب سے دُور ہیں۔ جناب شیخ نے اس مسئلے میں جو تحقیق کی ہے، اس سے ان کی بزرگی اور وُفورِ علمی کا اندازہ لگانا چاہیے، نہ یہ کہ اُن پر طعن اور ان کے کلام کو رَد کیا جائے!"[3]۔

(۳۱) شیخ مُحِب اللہ اِلہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ایک برگزیدہ صُوفی اور جیّد عالمِ دین تھے۔ ہندوستان میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی ترجمان اور شارح تھے۔ آپ

---

(۱) انظر: "الأمم لإيقاظ الهمم" لبرهان الدين إبراهيم بن حسن الكوراني، صـ۱۲۲.

(۲) "مکتوباتِ امام ربّانی" دفترِ اوّل، مکتوب نمبر ۲۶۶، ۱/ ۵۶۸۔

(۳) "مکتوباتِ امام ربّانی" دفتر ۳، مکتوب نمبر ۸۹، ۲/ ۴۹۴۔

نے شیخ ابن عربی کی کتاب "فُصوص الحکم" کی عربی اور فارسی زبان میں شرح بھی تحریر فرمائی۔ "فُصوص الحکم" کی فارسی شرح کا ترجمہ "اِفاداتِ ابن عربی" کے نام سے "ادارہ انیس اردو" اِلہ آباد انڈیا سے ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا۔ اس شرح میں آپ نے شیخ ابن عربی کے بارے میں فرمایا کہ "شیخ علیہا السلام خلافِ شریعت نہیں کہتے نہیں جانتے، خصوصاً اس کتاب "فصوص الحکم" میں کوئی مسئلہ، کوئی حکم اور کوئی اَسرار و مَعارف نہ تو لکھتے ہیں نہ بیان کرتے ہیں"(۱)۔

مزید یہ کہ شیخ مُحب اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے "فصوص الحکم" کے منہج کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، خود اپنی بھی ایک کتاب تصنیف کی ہے، جو "اَنفاس الخواص" کے نام سے معروف ہے(۲)۔

(۳۲) عارف باللہ سیّدی امام عبد الغنی نابُلسی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف سے متعلق "السّر المُختَبي في ضريح ابن عربي" نامی ایک کتاب تحریر فرمائی، اس میں آپ کے لیے "محيّ الدين"، "الشيخ الكامل"، "العالم العامل"، "سلطان المحقّقين"، "بُرهان الموَحِّدين"، "حُجّة الله تعالى في جميع العارفين" اور "البحر العُباب" جیسے اَلقاب کے ساتھ آپ کو یاد فرمایا، کہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مبارکہ حکمتِ الٰہیہ اور اَسرارِ قُدسیہ میں سے ہے۔ وہ جبلِ قاسیون کے محلہ "صالحیہ" میں مدفون ہیں، ان کا مزار شریف زیارت گاہ کے طور پر معروف

---

(۱) "اِفاداتِ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ" ۱/۷۱-۷۲۔

(۲) انظر: مجلّة "ثقافة الهند" ستمبر ۲۰۱۵ء، صـ۷۳.

ہے، وہاں حقائق ومعارف اور علوم واَسرار کے بے بہا خزینے پائے جاتے ہیں، اور ان کے فیض کا دَر متلاشیانِ حق کے لیے ہر وقت کھلا ہے[1]۔

(۳۳) حضرت شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کا ایک بہت بڑا نام ہے۔ آپ کا تعلق ایک علمی گھرانے سے ہے، پاک وہند کے مسلمانوں کے لیے آپ کی دینی خدمات کسی تعارُف کی محتاج نہیں۔ آپ اپنے والد گرامی شاہ عبد الرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "حضرت والدِ ماجد، شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی تعظیم کیا کرتے، اور فرماتے کہ اگر میں چاہوں تو "فُصوص الحکم" کو برسرِ منبر بیان کرکے، اس کے تمام مسائل کے لیے آیات واحادیث سے دلائل پیش کر دوں، اور اس انداز سے کروں کہ کسی کو کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے!"[2]۔

(۳۴) شیخ یوسف بن عبد الجلیل مُوصلی کُردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ قرآن وسنّت کے انتہائی پابند تھے، اور (شیخ اکبر یہاں تک) فرمایا کرتے کہ "جس نے شریعت کا دامن ہاتھ سے چھوڑا وہ ہلاک ہوا"، اور (شریعتِ مطہّرہ کی پابندی کے بارے میں) تمام اہلِ سنّت کا تاقیامت یہی عقیدہ ہے"[3]۔

---

(۱) انظر: "النُّور الأبهر" الرسالة: "السّر المُختَبِي في ضريح ابن عربي" للنابلُسي، صـ۳۹۸ ملخصاً.

(۲) انظر: "مجموعۂ رسائل شاہ ولی اللہ" رسالہ "اَنفاس العارفین" شیخ اکبر اور شاہ عبد الرحیم، ۳/ ۲۷۵۔

(۳) انظر: "النُّور الأبهَر" الرسالة: "الانتصار للشيخ الأكبر محي الدين ابن عربي"

(۴۵) شیخ سیّد عبد القادر بن محی الدین الجزائری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ ۱۲۲۲ھ / ۱۸۰۷ء میں الجزائر کے علاقہ معسکر کے گاؤں قیطنہ میں پیدا ہوئے۔ الجزائر کے شہر وہران میں تعلیم حاصل کی، آپ "امیر المجاہدین، مشہور مالکی عالم، ادیب، شاعر، اور بہترین مدرّس جیسی گوناگوں صفات اور خوبیوں کی مالک شخصیت تھے، دِمشق میں عارف باللہ مولانا ضیاء الدین خالد بن احمد کُردی عثمانی سے سلسلۂ نقشبندیہ میں، اور بغداد میں نقیب الاشراف شیخ سیّد محمود بن زکریا گیلانی رحمۃ اللہ علیہما سے قادری سلسلہ میں اجازت کا شرف رکھتے تھے۔

۱۹۳۰ء میں فرانس نے الجزائر پر غاصبانہ حملہ کیا، تو آپ نے اپنے والد کی سرپرستی میں عَلَمِ جہاد بلند کیا، اور پھر اپنی ساری عمر جہاد میں گزار دی، قید وجلاوطنی کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اپنے وطن سے نکلے تو استنبول (ترکی) سے ہوتے ہوئے دِمشق تشریف لائے، یہاں آپ کا بھرپور اور شاندار استقبال کیا گیا۔ آپ نے سب سے پہلے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔

دِمشق میں سکونت اختیار کرنے کے باوجود، شیخ سیّد عبد القادر الجزائری نے جہادی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ، درس وتدریس اور سماجی خدمات کا سلسلہ بھی جاری وساری رکھا۔ آپ بخاری ومسلم کے علاوہ شیخ ابن عربی کی کتاب "فتوحاتِ مکّیہ" کا درس بھی باقاعدگی سے دیتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے

للمُوصلي، صـ۳۰۷.

ہاتھ سے لکھا ہوا "فتوحاتِ مکیہ" کا قلمی نسخہ "قونیہ" میں موجود ہے، تو آپ نے اپنا ذاتی نسخہ تقابُل و تصحیح کی غرض سے اپنے چند شاگردوں کے ہمراہ "قونیہ" بھیجا، بعد ازاں امیر المجاہدین شیخ عبد القادر الجزائری اپنے اسی مصدّقہ نسخے سے درس دے کر، شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ، نظریات اور تعلیمات کو عام کرتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد اوّلاً آپ کو شیخ ابن عربی کے پہلو میں دفن کیا گیا، لیکن الجزائر کی آزادی کے بعد شیخ عبد القادر الجزائری کی خدمات کے پیشِ نظر، آپ کے جسدِ خاکی کو انتہائی عزّت واحترام کے ساتھ الجزائر منتقل کر دیا گیا، البتہ شیخ ابن عربی کے پہلو میں آپ کا علامتی مزار آج بھی موجود ہے(۱)۔

(۳۶) علّامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکبر محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا تعارُف تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "وہ عارفِ کبیر محمد بن علی بن محمد حاتمی طائی اَندلُسی ابن عربی ہیں، وہ مقام "صالحیہ" (دِمشق) میں مدفون ہیں۔ جب مطلقاً "شیخِ اکبر" کہا جائے تو اس سے مراد شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہوتے ہیں"(۲)۔

(۳۷) شیخ محمد بن جعفر بن ادریس کتّانی حسنی رحمۃ اللہ علیہم نے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی شان وعظمت اور تعارُف سے متعلق ایک کتاب "ترجمة الشيخ الأكبر" تحریر فرمائی ہے۔ اس میں آپ نے شیخ محی الدین ابن عربی سے اپنی والہانہ محبت وعقیدت کا اظہار

---

(۱) دیکھیے: "تذکرۂ سنوسی مشائخ" ۹۱ - ۹۳ ملخصاً۔

(۲) "رد المحتار" كتاب الجهاد، باب المرتّد، مطلب في حال الشيخ الأكبر سيّدي محيي الدّين ابن عربي، ٤/ ٢٣٨.

کرتے ہوئے، آپ کو "الشيخ الأكبر"، "الكبريت الأحمر"، "العالم العادل"، "القُدوة الكامل"، "إمام الواصلين"، "قرّة عيون الكاملين"، "فخر الأولياء والأقطاب العارفين"، "وارث علوم الأنبياء والمرسَلين"، "قطب دائرة المحقّقين"، "سلطان أهل الحقيقة على الأطلاق"، "كاشف الأسرار"، اور "ختم الولاية الجامعة المحمديّة"[1] جیسے شاندار اَلقاب سے یاد کیا، اور بزرگانِ دین کے اقوال کی روشنی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مقام ومرتبہ کو بیان فرمایا ہے۔

(۳۸) شیخ محمد حسین ابن شیخ تفضّل حسین اِلٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اِلٰہ آباد کے جلیل القدر علماء ومشائخ میں ہوتا ہے[2]۔ آپ کا سلسلۂ نسب تینتالیس واسطوں سے امیر المؤمنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ نے شیخ احمد بن زَینی دَحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازتِ حدیث حاصل کی، جبکہ طریقت کے اعتبار سے آپ شیخ اِمداد اللہ مہاجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ شیخ محمد حسین اِلٰہ آبادی کی مُسند الزمان شیخ عبد الحی کتّانی رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی، شیخ محمد کتّانی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حرم شریف میں ملاقات رہی، باہم سلسلۂ روایت واجازت وغیرہ کا تبادلہ بھی ہوا[3]۔

---

(١) انظر: "النُّور الأبهَر" الرسالة: "ترجمة الشيخ الأكبر" للكتّاني صـ٩٩.

(٢) انظر: "نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر" مولانا محمد حسين الإله آبادي، ٨/ ١٣٥٧ - ١٣٥٨.

(۳) دیکھیے: "تذکرۂ سَنوسی مشائخ" شیخ سیّد محمد بن علی سَنوسی، ص۵٦۔

شیخ محمد حسین الہ آبادی کا شمار شیخ محمد شہید کتّانی کے ہندی شیوخ میں ہوتا ہے[1]۔ آپ کو علوم و مَعارف میں اپنے جدِ امجد قطب عالم شیخ کبیر، مولانا محب اللہ اِلہ آبادی اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی سے جو مُناسبت حاصل ہے، کوئی دوسرا شخص اس کا حامل دکھائی نہیں دیتا۔ آپ نے اپنے خطوط میں حقائق تصوّف بیان کرتے ہوئے، شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کے مضامین متعدّد مقامات پر تحریر فرمائے، اور آپ کو "شیخ اکبر" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ ان خطوط کو شیخ محمد حسین اِلہٰ آبادی کی سوانح حیات "شہیدِ عشق شاہ محمد حسین اِلہٰ آبادی" میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے[2]۔

(۳۹) تاجدارِ گولڑہ پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کُتُب "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" اور "ملفوظاتِ مہریّہ" میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے فلسفہ و نظریات کا دِفاع اور تشریح جا بجا نظر آتی ہے۔ "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" کے آخر میں آپ نے "فتوحاتِ مکّیہ" سے ماخوذ، ایک سو ستانوے احادیث ذکر فرمائی ہیں، ان احادیث کا مضمون اگرچہ کُتُب احادیث میں موجود روایات سے تقریباً مُوافقت رکھتا ہے، لیکن شیخ ابن عربی کو بذریعۂ کشف ان احادیث کے مضمون پر آگاہی ہوئی[3]۔ سرکار گولڑہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے کشف کا حال بیان کرتے ہوئے

---

(۱) "أشرف الأماني بترجمة الشيخ سيّدي محمد الكتّاني" الوصل ۱ في نسبه من قبل أبيه وأمه ونشأته ومشيخته، صـ۷۷.

(۲) دیکھیے: "شہید عشق شاہ محمد حسین الہ آبادی" صـ۵۔

(۳) دیکھیے: "تحقیق الحق فی کلمۃ الحق" احادیث مبارکہ از جلد چہارم ۴ فتوحاتِ مکیہ، صـ۱۸۲۔

فرماتے ہیں کہ "حضرت شیخ ابن عربی کا کشف اس قسم کا تھا، کہ جب کسی شخص پر تین بار نظر ڈالتے، تو اس کا مفصّل حال، یومِ میثاق سے یومِ حشر تک جان لیا کرتے"[1]۔

(۴۰) شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک اہم نام شیخ سیّد محمد شہید کتّانی رحمۃ اللہ علیہ[2] کا بھی ہے۔ آپ شیخ عبد الحی کتّانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی، سلسلۂ کتّانیہ احمدیّہ" کے بانی، حجۃ الاسلام، اور شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اپنے زمانے کے شیخِ اکبر و ختمِ اکبر ہیں[3]۔ حکومتی جبر و ستم کے نتیجہ میں، عین جوانی کے عالم میں شہید ہوئے، نہایت کم عمری کے باوجود آپ نے سینکڑوں کُتُب تالیف کیں، جن میں سے (۱) "اللمحات القُدسية في متعلّقات الرُّوح بالكلّية" (٢) "المواقِف الإلهيّة في التصوّرات المحمديّة" (٣) "حياة الأنبياء" (٤) "قصائد الكتّاني" (٥) "الكمال المتلائي والاستدلالات العوالي" وغیرہ بطور خاص قابل ذکر ہیں[4]۔

شیخ محمد شہید کتّانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے گہری عقیدت، محبت اور لگاؤ رکھتے تھے، ان کی تصنیف "فتوحاتِ مکیہ" سے باقاعدہ ہر ہفتے درس دیا کرتے۔ علاوہ ازیں شیخ محمد شہید کتّانی نے شیخ ابن عربی کی کتاب "فصوص الحکم" پر تعلیقات بھی تحریر

---

(۱) "ملفوظاتِ مہریّہ" ملفوظ ۳، ۹۔

(٢) انظر: "الأعلام" للزِركلي، الكتّاني، ٦/ ٢١٤.

(٣) انظر: "منطق الأواني بفيض تراجم عيون أعيان آل الكتّاني" صـ٥٤.

(٤) انظر: "أشرف الأماني بترجمة الشيخ سيّدي محمد الكتّاني" صـ٢٨٧، ٢٩٣.

فرمائی ہیں[1]۔

(۴۱) شیخ سیّد محمد عبد الحی کتّانی ابن سیّد عبد الکبیر کتّانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ کا نام، شمالی افریقہ سے تعلق رکھنے والے علمائے دین میں سب سے زیادہ معروف ہے۔ آپ ۱۳۰۳ھ میں مُرّاکش کے شہر "فاس" میں پیدا ہوئے[2]، یہیں پرورش پائی، اور علم وادب کے زینے بھی اسی شہر میں طے کیے۔ اپنے خاندان اور "فاس" شہر کے نامور علمائے کرام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اکتساب فیض کیا، اور علومِ قرآن و تفسیر، صحاح ستّہ، کُتُب سُنَن، علمِ فقہ، علمِ تصوّف، تاریخ، علم الاَنساب، علمِ فلسفہ، علم الکلام اور علم الاَخلاق وغیرہ کی تعلیم حاصل کی[3]۔ علمِ حدیث اور اسماء الرِجال سے خاص شغف ہونے کے باعث، آپ نے دنیا کے دُور دراز مقامات کا سفر کیا، آپ اپنے وقت کے بہت بڑے محدِّث، مُسنَد، فقیہ، مورِّخ، مُصنِّف، شاعر، صُوفی اور اصلاحِ مُعاشرہ کے داعی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے "سلسلۂ کتّانیہ" کے ذریعے ہزاروں لوگوں کے قُلوب واَذہان کو تطہیر بخشی، آپ کے مریدین اور عقیدتمندوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔

آپ کو تفسیر وحدیث، فقہ واصولِ فقہ، تصوّف، تاریخ اور لُغت وبیان پر مکمل عبور حاصل تھا، مختلف علوم وفنون پر مشتمل آپ کی سینکڑوں تصانیف اس بات پر شاہد

---

(۱) انظر: "الأعلام" للزركلي، الكتّاني، ٦/ ٢١٤.

(٢) "الإعلام بتصحيح كتاب الأعلام" محمد عبد الحي بن عبد الكبير الكتّاني، صـ١٣٤.

(٣) "فهرس الفهارس" مقدّمة الكتاب، ١/ ٣-٥ ملخّصاً.

عدل ہیں۔ آپ کے علمی مقام ومرتبہ کا اندازہ لگانے کے لیے اتنا کافی ہے، کہ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم اکابرِ امّت نے، آپ کو اجازت دیتے ہوئے "الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة" میں آپ کو: "المحدِّث الفاضل، العالم الكامل، السيِّد النسيب، الحسيب الأريب، مجمع الفضائل، مَنبع الفواضل، مولانا السيِّد عبد الحيّ ابن السيِّد الكبير الشّريف عبد الكبير الكتّاني الفاسي، محدِّث الغرب، بل محدِّث العجم والغرب"[1] جیسے اَلقاب سے نوازا۔

مُسند الزّماں شیخ عبد الحی کتّانی رحمۃ اللہ علیہ کی عادتِ کریمہ تھی، کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے، وہاں کی لائبریریوں کا دَورہ ضرور فرماتے، اور وہاں سے نادِر ونایاب کُتُب جمع فرماتے تھے۔ اسی طرح اہم کُتُب کو ان کے مصنّفین یا متعلّقین کے مزار شریف پر حاضر ہو کر پڑھنا بھی آپ کو بے حد پسند تھا، اس شَوق کی تکمیل کے لیے آپ نے متعدد ممالک کے سفر بھی کیے۔ "شمائل ترمذی" میں مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل وخصائص کا بیان ہونے کی وجہ سے، حرم مدینہ منوّرہ میں حاضر ہو کر پڑھنے کی سعادت حاصل کی، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی "الموَطّا" پڑھنے کے لیے جنّت البقیع میں ان کی قبر شریف پر حاضر ہوئے، اسی طرح شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی "فتوحاتِ مکیہ" پڑھنے کے لیے شیخ کتّانی سفر کی صُعوبتیں برداشت کرتے ہوئے دِمشق پہنچے، اور شیخ ابن

---

(١) انظر: "رسائل عربية من الفتاوى الرضوية" الرسالة: "الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة" صـ١٠٨.

عربی کے مزار شریف پر حاضر ہو کر "فتوحاتِ مکیہ" کی تلاوت کی۔

شیخ عبد الحی کتّانی رحمۃ اللہ علیہ کا اتنا طویل سفر اختیار فرما کر دِمشق جانا، شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہونا، اور ان کی مشہورِ زمانہ کتاب "فتوحاتِ مکّیہ" کی تلاوت کرنا، یہ سب شیخ عبد الحی کتّانی کی، شیخ اکبر سے عقیدت و محبت کا بیّن ثبوت ہے۔

(۴۲) عبد الحق حقّانی (صاحبِ تفسیر حقّانی) فرشتوں کے وجود سے متعلق، شیخِ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کا دِفاع اور وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "حاشا وکلاّ! کسی اکابر اہلِ اسلام کا ایسا عقیدہ نہیں، نہ حضرت شیخ محی الدین نے یہ مسلک اختیار کیا، اور نہ کسی اَور نے! حضرت شیخ ابن عربی نے "فصوص الحکم" اور دیگر تصانیف میں، ملائکہ کا وہی وجود تسلیم کیا ہے، جس طرح جُمہور اہلِ اسلام نے تسلیم کیا، بالفعل میرے سامنے حضرت شیخ کی تصنیف "فتوحاتِ مکیہ" رکھی ہے، اس میں بے شمار مَواقع میں (ملائکہ سے متعلق) حضرت شیخ ابن عربی نے ہمارے مُوافق ہی بیان فرمایا ہے"[1]۔

(۴۳) ڈاکٹر غلام جیلانی برق، شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین میں سے نہیں ہیں، اس کے باوجود انہوں نے اپنی کتاب "فلسفیانِ اسلام" میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے، لیکن ان پر کسی قسم کی کوئی تنقید نہیں کی، بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "محی الدین" جیسے لقب سے یاد کیا ہے[2]۔

---

(۱) "تفسیر حقّانی" مقدمہ، ۱/۴۹۔

(۲) "فلسفیانِ اسلام" ص۳۔

(۴۴) محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے شیخ ریاض مالح دِمشقی کا نام بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے کس قدر عقیدت و محبت رکھتے تھے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے، کہ آپ نے شیخ ابن عربی پر باقاعدہ ایک کتاب تحریر فرمائی، جس میں شیخ ابن عربی کے لیے "شیخ اکبر"، "محی الدین"، "سلطان العارفین"، "امام المحقّقین" اور "بقیۃ المجتہدین" جیسے اَلقاب ذکر کیے[1]۔

(۴۵) شیخ عبد الرحمن بدَوی مصر کے فلسفیٔ اعظم اور مؤرِّخ تھے، آپ رحمۃ اللہ علیہ دمیاط (مصر) کے نزدیک ایک گاؤں میں ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کو عربی کے علاوہ انگریزی، فرنچ، ہسپانوی اور یونانی زبانوں میں بھی مہارت حاصل تھی۔ آپ نے فلسفہ میں پی ایچ ڈی (PHD) کی، قاہرہ (مصر) کی "جامعۃ الفؤاد" (Al-Fouad University) اور "جامعۃُ العین" (Al Ain University) کے علاوہ، یورپ کی متعدّد یونیورسٹیز میں بھی تعلیمی خدمات انجام دیں۔ آپ کی متعدّد تصانیف ہیں[2]، ان میں سے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور مذہب سے متعلق ایک مستقل کتاب "ابن عربي حياته ومذهبه" بھی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بڑے اچھے اور محبت بھرے انداز میں فرمایا ہے۔ آپ شیخ ابن عربی کے تعارُفی کلمات میں تحریر فرماتے ہیں

---

(۱) انظر: "الشيخ الأكبر محي الدين ابن عربي سلطان العارفين، وإمام المجتهدين وبقية المجتهدين" صـ۱.

(۲) ماہنامہ "ضیائے حرم" مئی ۲۰۲۱ء، قرآن کریم کی اوّلین فہرست، صـ۱۴۔

کہ "ابو بکر محمد بن علی، حاتم طائی کے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں، اور ابن عربی کے نام سے معروف ہیں۔ آپ کے القاب میں "محی الدین"، "شیخ اکبر"، اور "ابن افلاطون" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ ایک نہایت شریف، متقی و پرہیز گار اور امیر خاندان سے تعلق رکھتے تھے"[۱]۔

(۴۶) شیخ عبد الحفیظ فرغلی کا شمار شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت و محبت رکھنے والے علماء میں ہوتا ہے۔ آپ نے شیخ ابن عربی کی شخصیت پر باقاعدہ ایک کتاب "الشيخ الأكبر محي الدين بن العربي سلطان العارفين" تحریر فرمائی، اس کتاب میں آپ شیخ ابن عربی کی پابندیٔ شریعت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر شریعت مطہّرہ کی پابندی اور اپنے نفس کا مُحاسبہ کرتے رہے، آپ کا یہ پختہ عقیدہ تھا کہ شریعتِ مطہّرہ کی حدود سے تجاوُز حرام اور محرومی کا باعث ہے"[۲]۔

(۴۷) شیخ طٰحہ عبد الباقی سرور تحریر فرماتے ہیں کہ "شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ایک مسلم صُوفی اور فلاسفر کی بہترین اور کامل مثال ہیں۔ انہوں نے عصری علوم میں نہ صرف معرفت حاصل کی، بلکہ آپ نے اُفُق کی ان بلندیوں کو بھی چُھوا، جہاں پہنچنے کے لیے انسانیت اب بھی سر توڑ کوشش کر رہی ہے"[۳]۔

---

(۱) انظر: "ابن عربي حياتُه ومذهبُه" للبدَوي، القسم ۱ حياة ابن عربي، صـ۶.

(۲) "الشيخ الأكبر محي الدين ابن العربي سلطان العارفين" للفرغلي، تمسُّكه بالشرع، صـ۱۰٤ ملخصاً.

(۳) انظر: "محي الدين ابن عربي" لطحه عبد الباقي سرور، الشيخ الأكبر، صـ۱۸۶

(۴۸) ڈاکٹر سعاد حکیم، شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت وفکر پر لکھی گئی، کلود عدّاس (Claude Addas) کی کتاب "ابن عربي سيرتُه وفكرُه" کے مقدمہ میں لکھتی ہیں، کہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات پر لکھی گئی یہ کتاب اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے دو چیزوں کے لیے ہمیشہ اپنے نفس کی مُخالفت کی، اور پھر عمر بھر اس پر قائم رہے، وہ دو چیزیں آپ کا زُہد وفَقر ہے"[1]۔

امامِ اہلِ سنّت کی طرف سے شیخِ اکبر کا دِفاع

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنے علم وفضل، زُہد وتقوی اور کشف وکرامات کے اعتبار سے، کتنی عظیم اور جلیل القدر ہستی ہیں، اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے، کہ شیخ ابن عربی کے بعد آج تک "شیخ اکبر" کا لقب کسی بزرگ کو نہیں ملا، لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض غیر مسلموں نے آپ کی کُتُب (جن کی تعداد سینکڑوں میں ہے) میں غیر شرعی باتیں داخل کر کے شائع کیں، اور انہیں علماء وعوام میں عام کیا۔ حقیقتِ حال سے ناوقف علماء میں سے بعض نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب، ان عبارتوں پر گرفت بھی فرمائی، لیکن بعد ازاں تحقیق سے یہ بات ثابت ہو گئی، کہ ان غیر شرعی باتوں سے حضرت شیخِ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد ونظریات کا کوئی تعلق نہیں۔

اسلام دشمن سازشیں

معروف بزرگانِ دین کی کتابوں میں خیانت کرتے ہوئے، غیر شرعی باتوں اور

مختصراً۔

(۱) انظر: "ابن عربي سيرتُه وفكرُه" تقديم، صـ ۱۰ ملخصاً.

باطل عقائد شامل کیے جانے کا عمل، کوئی نئی بات نہیں، عموماً اسلام مخالف قوّتوں کی طرف سے کیا جانے والا یہ مذموم عمل، اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دُور کرنے کی سازش ہوتی ہے، جس کے پسِ پردہ مقاصد کو سمجھنا بحیثیت مسلمان ہمارے لیے انتہائی ضروری ہے!۔

موجودہ دَور میں حق وباطل کا فرق جاننے کے لیے، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر کوئی پیمانہ نہیں، حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں، امامِ اہلِ سنّت نے "فتاوی رضویہ شریف" میں متعدّد مقامات پر کلام فرماتے ہوئے، نہ صرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دِفاع کیا، بلکہ آپ کے لیے امام المکاشفین، امام الطریقۃ، بحر الحقیقۃ، خاتم الوِلایۃ المحمدیہ، بحر الحقائق ولسان القوم، امامِ اَجَلّ اور سیّدُنا جیسے اَلقاب ذکر فرماکر، آپ کے مقام ومرتبہ کو بھی واضح کیا[۱]۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب بعض مُلحِدانہ کلمات کے بارے میں، ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "یہ کلماتِ اِلحاد ہیں، اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کی نسبت جو ملعون حکایت نقل کی ہے، محض کِذب واِفتراء وساختۂ ابلیسِ لعین ہے"[۲]۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں کی جانے والی تحریفات اور ردوبدل کے بارے میں، امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ "حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں تو اِلحاقات (بیرونی مداخلت وخیانت) کا شمار نہیں، جن کا شافی بیان امام عبد

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والإباحۃ، ۲۲/ ۱۲۸۔

(۲) "فتاوی رضویہ" کتاب السیر، ۱۱/ ۲۵۴۔

الوہّاب شَعرانی نے کتاب "الیواقیت والجواہر" میں فرمایا، اور (انہوں نے مزید یہ بھی) فرمایا کہ "خود میری زندگی میں میری کتاب میں، حاسدوں نے اِلحاقات کیے۔ اسی طرح حضرت حکیم سنائی و حضرت خواجہ حافظ وغیرہما اکابر کے کلام میں اِلحاقات ہونا، شاہ عبد العزیز صاحب نے "تحفۂ اثناء عشریہ" میں بیان فرمایا۔ کسی الماری میں کوئی قلمی کتاب ملے، اس میں کچھ عبارت ملنی دلیل شرعی نہیں؛ کہ بے کم وبیش مصنّف کی ہے، پھر اس قلمی نسخہ سے چھاپا کریں تو مطبوعہ نسخوں کی کثرت کثرت نہ ہوگی، اور ان کی اصل وہی مجہول قلمی (نسخہ) ہے، جیسے "فُتوحاتِ مکیہ" کے مطبوعہ نسخے"[۱]۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر فرمایا: "بہت اکابر کی کتابوں میں اِلحاقات ہیں، خصوصاً حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کے کلام میں تو اِلحاقات کی گنتی نہیں! کھلے ہوئے صریح کفر بھر دیے ہیں، "در مختار" میں ہے: "ہم کو یقین ہے کہ شیخ علیہ السلام پر یہ عبارتیں بعض یہودیوں نے گھڑ دی ہیں"[۲]"[۳]۔

عرب وعجم میں شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر ہونے والا تحریری کام

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ علمی ورُوحانی اعتبار سے، ایک قد آور شخصیت

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب السیر، رَدو مُناظرہ، ۱۱/۳۰۰۔

(۲) "الدر المختار" کتاب الجهاد، باب المرتد، ٤/ ٢٣٨.

(۳) "فتاوی رضویہ" کتاب الردّ والمناظرہ، رسالہ "حجب العوار عن مخدوم بہار" ۲۱/ ۵۸۱-۵۸۲۔

کے مالک ہیں، آپ عرب و عجم میں یکساں مقبول ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایشیا سے لے کر یورپ تک شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے چاہنے والے خوش عقیدہ مسلمان ہر جگہ موجود ہیں۔ آپ سے عقیدت رکھنے والوں میں صرف عوام ہی نہیں، بلکہ علماء، خواص، صوفیۂ کرام اور محقّقین کی بھی ایک بڑی تعداد ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں شیخ محی الدین ابن عربی کے اَحوال وآثار پر عربی، اردو، فارسی، انگریزی، اور فرنچ زبانوں میں بھرپور تحقیق جاری ہے۔ آپ کی شخصیت اور فلسفہ و نظریات سے متعلق عرب اور یورپین یونیورسٹیز (Universities) میں پی ایچ ڈی (PHD) اور ایم فل (M.Phil) لیول کے مقالات لکھے جارہے ہیں، جن موضوعات پر اب تک ڈگریاں ایوارڈ ہوچکی ہیں، ان میں سے چند ایک کے نام حسبِ ذیل ہیں:

(۱) "ابن عربي شاعراً" ڈاکٹر عبد المنعم عزیز جبوری، بغداد یونیورسٹی، عراق، (۲) "أدب المعراج عند ابن عربي" مہا فاروق هنداوی، بغداد یونیورسٹی، عراق، (۳) "مؤلَّفات ابن عربي تاريخها وتصنيفها" ڈاکٹر عثمان یحیی، سوربون یونیورسٹی، پیرس، (۴) "تأويل الشعر عند محي الدين ابن عربي" ڈاکٹر محمد علی سلامہ، قاہرہ یونیورسٹی، مصر، (۵) "تأويل القرآن عند محي الدين بن عربي" ڈاکٹر نصر حامد ابو زَید[1]۔ (۶) "تأويل النصّ القرآني عند ابن عربي من خلال تفسيره" احمد بن بلہ، وہران یونیورسٹی، الجزائر، (۷) "ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریۂ وَحدت الوُجود کی اِشاعت میں مشائخ چشت کا کردار" شبیر احمد جامی، منہاج یونیورسٹی،

(۱) انظر: "معجم العلماء والمشاهير" لعبد الله محمد حبشي، ص۶۱۹ - ۶۲۱.

لاہور، پاکستان، (٨) ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ وحدت الوُجود اور پیر مہر علی شاہ" شبیر احمد جامی، منہاج یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

علاوہ ازیں شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر تحقیق، اور آپ کی کُتب کی اِشاعت کے سلسلہ میں برطانیہ، شام اور پاکستان میں مستقل طور پر ادارے اور فاؤنڈیشنز (Foundations) کام کر رہی ہیں، عالمِ اسلام کی مشہور یونیورسٹی "جامعۃ الاَزہر" کے صدر (شیخ الاَزہر) جناب ڈاکٹر شیخ احمد طیب کا شمار بھی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو سمجھنے والے خاص ماہرین میں ہوتا ہے۔ آپ شیخ ابن عربی سے متعلق کئی کُتب ترجمہ و تصنیف فرما چکے ہیں، ڈاکٹر عثمان یحیٰی کے فرنچ زبان میں پی ایچ ڈی (PHD) مقالے کا عربی زبان میں ترجمہ بھی آپ ہی نے کیا ہے۔

اسی طرح مُرّاکش سے تعلق رکھنے والے معروف محقق، جناب شیخ طیّب بیتی علوی بھی، کلامِ ابن عربی کے اہم ماہرین میں سے ایک ہیں۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی، خدمات اور فلسفہ و نظریات سے متعلق لکھی گئی، سینکڑوں عربی، اردو کُتب اور تراجم و شُروحات میں سے، چند ایک کے نام حسبِ ذیل ہیں:

عربی کُتب:

(١) "الدر الثمين في مناقب الشيخ محي الدين" لعلي بن إبراهيم البغدادي، (٢) "شرح فصوص الحِكَم" للسيّد علي هَمَداني، (٣) "الاغتباط بمعالجة الخياط" للإمام مجد الدّين الفيروزآبادي، (٤) "رسالة في الردّ على المعترضين على الشيخ ابن عربي" للإمام

مجد الدّين الفيروز آبادي،(٥) "خصوص النّعَم في شرح فصوص الحِكَم" للشيخ علاء الدين علي بن أحمد المهائمي، (٦) "شرح شرح فصوص الحِكَم للقونوي" لملّا علي المهائمي، (٧) "نفحات الأُنس" لأبي البركات عبد الرّحمن الجامي،(٨) "تَنبِئَة الغَبي بتبرئة ابن عربي" للإمام جلال الدين السُيوطي، (٩) "عين الحياة في معرفة الذات والأفعال والصفات" لأبي الفتح محمد بن مظفر الدين المكّي، (١٠) "مناقب ابن عربي" لابن ميمون المغربي، (١١) "تسفية الغبي في تكفير ابن عربي" لإبراهيم بن محمد الحلَبي، (١٢) "اليواقيت والجواهر" للإمام عبد الوهّاب الشَّعراني، (١٣) "الكبريت الأحمر" للشَّعراني، (١٤) "القول المبين في الردّ عن الشيخ محي الدين" للشَّعراني،(١٥)"شرح فصوص الحِكَم" للشيخ محب الله اله آبادي، (١٦) "شذرة من ذهب في ترجمة سيّد طي العرب" للشيخ رضي الدين بن عبد الرحمن بن أحمد ابن حجر الهيثمي، (١٧) "مناقب الشيخ محي الدين" للإمام عبد الرّؤوف المُناوي، (١٨) "السِّر المُختَبي في ضَريح ابنِ عربي" للإمام عبد الغني النابلُسي، (١٩) "الردّ المتين على منتقص الشيخ محي الدين" للنابلُسي، (٢٠) "إيضاح المقصود من معنى وحدة الوجود" للنابلُسي،(٢١)"شرح جواهر النصوص في حلّ كلمات الفصوص" للنابلسي،(٢٢)"شرح الفصوص على وفق النصوص" للشيخ محمد أفضل إله آبادي، (٢٣) "طريق الأمم شرح فصوص الحِكَم

لابن عربي" للشيخ نور الدين أحمدآبادي، (٢٤) "شرح حِكَم الشيخ الأكبر" للشيخ ملّا حسن بن موسى الباني القادري، (٢٥) "الانتصار للشيخ الأكبر محي الدين ابن عربي" للشيخ يوسف ابن الملّا عبد الجليل الخضري الكُردي الموصلي،(٢٦) "الفتح المبين في ردِّ اعتراضِ المعترض على الشيخ محي الدين" (الردّ على سعد الدّين التفتازاني) للشيخ عمر بن طحه بن شهاب الدّين العطّار الدِّمشقي، (٢٧) "الفتح المبين في ردِّ اعتراض المعترض على الشيخ محي الدين" (الردّ على الملّا علي القاري) للشيخ عمر بن طحه بن شهاب الدين العطّار الدِّمشقي، (٢٨) "كتاب البرهان الأزهَر في مناقب الشيخ الأكبر" للشيخ محمد رجب الحلمي ابن الفاضل المبرور أحمد حمدي القادري، (٢٩) "الشيخ الأكبر محي الدين بن العربي سلطان العارفين" لعبد الحفيظ فرغلي على القرني، (٣٠) "الكتاب التذكاري محي الدين بن عربي" للدكتور إبراهيم بيُومي مدكور، (٣١) "مؤلَّفات ابن عربي تاريخُها وتصنيفُها" للدكتور عثمان يحيى، (٣٢) "ابن عربي حياتُه مذهبُه" عبد الرحمن بدَوي، (٣٣) "محي الدين ابن عربي" طحه عبد الباقي سرور، (٣٤) "محي الدين ابن عربي حياتُه مذهبُه زُهده" للدكتور فاروق عبد المعطي، (٣٥) "ترجمة الشيخ الأكبر" للشيخ محمد بن جعفر بن إدريس الكتّاني، (٣٦) "مسألة وحدة الوجود" للشيخ محمد بن جعفر بن إدريس الكتّاني، (٣٧) "مَطلع الجود بتحقيق التنزيه في وحدة الوجود" لبرهان الدين إبراهيم بن حَسَن الكوراني،

(۳۸) "تنبيه العقول على تنزيه الصوفية عن اعتقاد التجسيم والعَينية والاتحاد والحلول" لبرهان الدين إبراهيم بن حَسَن الكوراني، (۳۹) "المسلك الجلي في حكم شَطح الولي" لبرهان الدين إبراهيم بن حَسَن الكوراني، (٤٠) "إتحاف الذكي بشرح التحفة المرسَلة إلى النّبي" لبرهان الدين إبراهيم بن حَسَن الكوراني، (٤١) "المورد العذب لذوِي الورود فى كشف معنى وحدة الوجود" لمصطفى بن كمال البكري، (٤٢)"النُّور الأبهَر في الدِّفاع عن الشيخ الأكبر" للشيخ أحمد فريد المزيدي، (٤٣) "الشيخ الأكبر محي الدين بن عربي سلطان العارفين وإمام المجتهدين وبقية المجتهدين" للشيخ رياض مالِح الدِمشقي، (٤٤) "ابن عربي سيرته وفكره" لكلود عدّاس، (٤٥) "نفحة الجُود في وحدة الوجود" لعطاء الله بن أحمد بن عطاء الله الأزهري، (٤٦) "فيض الحقّ الوَدود ببيان عقائد الخلق في وحدة الوجود" لشاهْ يوسف القادري النقشبندي، (٤٧) "تأييد مذهب الصوفية بالردّ علي الوهابية" لمصطفى بن أحمد بن حسن الشطّي الحنبلي، (٤٨) "شرح مشهد نور الوجود للشيخ الأكبر" للستّ عجم بنت النفيس البغداديّة، (٤٩) "محي الدين بن عربي الشخصيّة البارزة في العرفان الإسلامي" للدكتور محسن جهانگيري، (٥٠) "ابن عربي" لسميع عاطف الزين، (٥١) "ابن عربي شاعراً" لعبد المنعم عزيز الجبوري، (٥٢) "ابن عربي وتفسير القرآن" لمحمد حسين الذَهبي، (٥٣) "ابن عربي وروح القُدس" لحامد طاهر،

(٥٤) "ابن عربي ومَولد لغة جديدة" لسعاد الحكيم، (٥٥) "أدب المعراج عند ابن عربي" لمها فاروق عبد القادر، (٥٦) "تأويل الشعر عند محي الدين ابن عربي" لمحمد علي سلامة، (٥٧) "تأويل القرآن عند محي الدين ابن عربي" لنصر حامد أبو زَيد، (٥٨) "الجانب الغربي في حلّ مشكلات الشيخ ابن عربي" لمحمد بن محمد عبد الله، (٥٩) "الحبّ الإلهي في شعر محي الدين بن عربي" لعبد الفتّاح السيّد محمد الدمامي، (٦٠) "حقيقة العبادة عند محي الدين ابن عربي" لكرم أمين أبو كرم، (٦١) "الخيال في مذهب محي الدين بن عربي" لمحمود قاسم، (٦٢) "الروحيّة عند محي الدين ابن عربي" لعلي عبد الجليل راضي، (٦٣) "الشيخ الأكبر محي الدين ابن عربي" لمحمود محمود الغراب، (٦٤) "الصلة بين الفلسفة والتصوُّف عند ابن عربي" لمحمد عبد التوّاب يوسف، (٦٥) "الطالع الأنوَر لنصرة الأستاذ الشيخ الأكبر" للسمين، (٦٦) "الفقه عند الشيخ الأكبر محي الدين ابن عربي" لمحمود محمود الغراب، (٦٧) "إرشاد ذوي العقول إلى براءة الصوفية من الاتحاد والحلول" للشيخ أحمد فريد المزيدي، (٦٨) "الفناء والحبّ الإلهي عند ابن عربي" لأحمد محمود الجزّار، (٦٩) "قرة عين أهل الحظّ الأوفَر في ترجمة الشيخ محي الدين الأكبر" لحامد العماد، (٧٠) "محي الدين ابن عربي" لعبد العزيز سيّد الأهل، (٧١) "محي الدين ابن عربي من شعره" لعبد العزيز سيّد الأهل"، (٧٢) "مدرسة ابن عربي الصوفيّة

ومذهبه في الوحدة" لمحمد المدلوني الإدريسي، (۷۳) "المعراج الأزهر في أحوال الشيخ الأكبر" لحسن بن مصطفى، (۷٤) "التأويل المحكَم في شرح فصوص الحِكَم" لحكيم السيّد محمد أحسن بن كرامت علي أمروهي سنبهلي، (۷۵) "مَواطن التنزيل" لعبد الغني پهلواري.

اردو کُتُب، تراجم اور شُروح:

(۱) "فُصوص الحِکَم" اردو، مترجم: مولانا برکت علی فرنگی محلّی، (۲) "فُصوص الحِکَم" اردو، مترجم: مولانا عبد الغفور اُویسی، (۳) "فصوص الحکم" اردو، مترجم: مولانا مبارک علی لکھنوَی، (۴) "اَسرار القِدم مِن فصوص الحکم" مترجم وشارح: مولانا عطاء محمد، (۵) "شرح فُصوص الحکم" اردو، مترجم وشارح: بحر العلوم عبد العلی، (۶) "شرح فصوص الحکم" اردو، مترجم وشارح: مولانا محمد حسین کلیم دہلوی، (۷) "شرح فصوص الحکم" اردو، مترجم وشارح: مولانا یاوَر حسین، (۸) "کنوز الاَسرار القِدم شرح فصوص الحکم" اردو، مترجم وشارح: محمد مبارک علی شاہ، (۹) "اِفادات ابن عربی" محب اللہ اِلہ آبادی، مترجمین: مولانا شاہ غلام مصطفی مہرونڈوی، مولانا شاہ محمد باقر اِلہ آبادی، (۱۰) "تنبیہات وتشریحات" مترجم وشارح: ذہین شاہ تاجی، (۱۱) "فتوحاتِ مکیہ" ابن عربی، مترجم: پیر سیّد محمد فاروق قادری، (۱۲) "فُصوص الحکم" ابن عربی، مترجم: مولانا عبد القدیر صدیقی، (۱۳) "مناقب ابن عربی" (ترجمہ: "الدُّر الثَّمین في مَناقب الشيخ محي الدين") مترجم: ڈاکٹر سلمہ فردوس، (۱۴) "رسائلِ ابن عربی" مترجم: ابرار احمد شاہی، (۱۵) "اَسمائے اِلٰہیّہ کے اَسرار ومَعانی (ترجمہ: "كشف المعنى عن سرِّ أسماءِ الله الحُسنى") مترجم: ابرار احمد شاہی، (۱۶) "اِصلاحِ نفس کا آئینہ

حق" (ترجمہ: "رُوح القُدُس في مُناصَحَة القُدس") مترجم: ابرار احمد شاہی، (۱۷) "روحانی اَسفار اور ان کے ثمرات" (ترجمہ: "الإسفار عن نتائج الأسفار") مترجم: ابرار احمد شاہی، (۱۸) "محی الدین ابن عربی حیات وآثار" (فارسی) ڈاکٹر محسن جہانگیری، اردو مترجم: احمد جاوید، ڈاکٹر سہیل عمر، (۱۹) "شیخِ اکبر محی الدین ابن عربی" محمد شفیع بلوچ، (۲۰) "شیخ ابن عربی کا تصوّر نبوّت اور عقیدۂ ختم نبوّت" ڈاکٹر محمد زاہد صدیق مغل / ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی۔

اہلِ علم حضرات سے خصوصی گذارش

برِّ اعظم ایشیا سے یورپ تک شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کی تصانیف پر ہونے والے، تحریری و تحقیقی کام سے متعلق، اصل اَعداد و شمار کو آج تک جمع نہیں کیا جاسکا، ہم نے اپنی محدود معلومات کی روشنی میں، یہاں صرف چند کُتُب کا ذکر کیا ہے، حالانکہ صحیح تعداد سینکڑوں میں ہے، لہذا شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کے اس پہلو پر کام کی ضرورت ہے، علم و تحقیق کی جستجو رکھنے والے احباب، اس اعتبار سے پائی جانے والی تشنگی کو دُور کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ اس بارے میں مزید آگاہی کے لیے شیخ عبد اللہ محمد حبشی کی کتاب "معجم العلماء والمشاهير"، ڈاکٹر عثمان یحیی کی کتاب "مؤلَّفات ابن عربي تاريخُها وتصنيفُها" اور جناب مولانا شفیع محمد بلوچ صاحب کی کتاب "شیخ اکبر محی الدین ابن عربی" کا مطالعہ کافی مفید رہے گا۔

وصال شریف

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے اٹھارہ ١٨ سال قبل، حاکمِ وقت "الملِک العادِل" کی دعوت پر دِمشق کو اپنا وطن بنالیا، جہاں آپ اپنی آخری عمر تک عبادت، ریاضت، مجاہدات اور تحریر و تصنیف میں مشغول رہے۔ صوفیہ کے امام اور تصوّف و عرفان کے سورج، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ٢٢ ربیع الثانی ٦٣٨ھ / ١٢٤٠ء کو ہوا۔ آپ کو دِمشق میں جبلِ قاسیون (صالحیہ) پر قاضی محی الدین ابن زکی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا[1]۔

---

(١) "النور الأبهر" ص٢٦-٢٨. و "خزينة الأصفياء" شیخ محی الدین ابن عربی، ١/١٨٦-١٨٧۔

حرفِ اخیر

شیخِ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جیسی جامع، اور ظاہری وباطنی علوم سے آراستہ شخصیات کا وجود، اللہ ربّ العالمین کی بڑی نشانیوں اور نعمتوں میں سے ایک ہے، ایسے بزرگانِ دین کی زندگی کا ہر ہر گوشہ نہایت اہمیت کا حامل ہے، لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ اور ان کی دینی ورُوحانی خدمات پر، پی۔ایچ۔ڈی (P.H.D)، اور ایم فِل (M.Phil) سطح کے مستقل مقالات (Thesis) اور مضامین لکھے جائیں، ان کی کُتُب ورسائل کے قلمی نسخے تلاش کر کے، انہیں عصری تقاضوں کے مطابق شائع کیا جائے، ان کی کُتُب کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کر کے اِشاعت کا اہتمام کیا جائے تاکہ معاشرہ ان بزرگوں کی تعلیمات سے خوب مستفید ہو، نیز حضرت کی کُتُب میں غیر مسلموں کی طرف سے کیے گئے اِلحاقات کے باعث، ان کے بارے میں پھیلی غلط فہمیوں کا اِزالہ ہو سکے!۔

دعا

اے اللہ! ہمیں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سمیت تمام بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما، ان کی تعلیمات پر عمل کا جذبہ وسعادت عطا فرما، ان حضرات کی برکت سے، ہمیں ظاہری وباطنی طہارت وپاکیزگی سے آراستہ فرما، علماء ومشائخ کے ادب واحترام کی توفیق عطا فرما۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيُننا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.
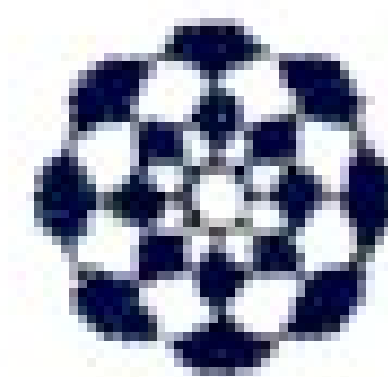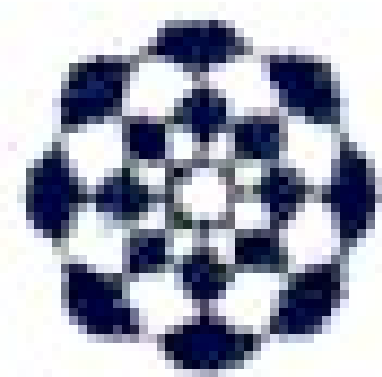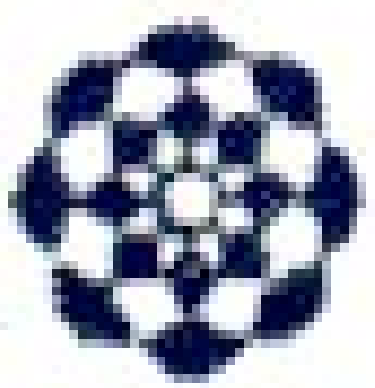
سندنا المسلسل إلى سيّدي الشيخ الأكبر رحمه الله تعالى

من العبد الفقير محمد أسلم رضا المَيمني، عن سيِّدي الشيخ عبد الرّحمن بن عبد الحي بن عبد الكبير الكتّاني، عن شيخ الإسلام والمسلمين، إمام أهل السنّة والجماعة، الشيخ أحمد رضا خانْ القادري، عن السيِّد الشيخ الشاهْ آل الرّسول المارَهْرَوي، عن الشاهْ عبد العزيز المحدِّث الدهلوي، عن والده الشاهْ ولي الله المحدِّث الدهلوي، عن الشيخ أبي طاهر محمد بن إبراهيم بن حسن الكوراني المدني، عن والده الشيخ الإمام إبراهيم بن حسن بن شهاب الدّين الكوراني، عن الشيخ الإمام صفي الدّين أحمد بن محمد القشاشي، عن الإمام زين العابدين بن عبد القادر الطَبَري المكّي، عن والده عبد القادر بن محمد الطَبَري المكّي، عن جدِّه يحيى بن مكرم الطَبَري المكّي، عن الحافظ عبد العزيز بن الحافظ عمر بن الحافظ تقي الدّين محمد بن فهد المكّي، عن والده النجم عمر بن فهد المكّي، عن الجمال محمد بن إبراهيم بن أحمد المرشدي المكّي، عن الشيخ أبي محمد عبد الله بن محمد بن محمد بن سليمان النشاوري المكّي، عن الإمام أبي أحمد رضي الدِّين إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الطَبَري المكّي، عن الشيخ الأكبر محي الدين ابن عربي، المتوفَّى سنة ثمان وثلاثين وستّمئة ٦٣٨هـ، بإجازته العامّة.

ماخذ و مراجع

١ - القرآن الكريم، كلام باري تعالى.

٢- ابن عربي حياتُه ومذهبُه، عبد الرحمن البداوي، القاهرة: مكتبة الأنجلو المصريّة ١٩٦٥م.

٣- ابن عربي سيرتُه وفكرُه، كلود عدّاس، تقديم: د. سعاد الحكيم، بيروت: دار المدار الإسلامي ٢٠١٤ م، ط١.

٤- إتحاف المطالع بوَفيات أعلام القرن الثالث عشر والرابع، عبد السّلام بن عبد القادر بن سودة، تحقيق: محمد مجي، بيروت: دار الغرب الإسلامي ١٥٤٧ هـ، ١٩٤٧م.

٥- إثمد العين ببيان نبوّة الخضر واسم ذي القرنَين، السيّد عبد الله بن صديق الغُماري (ت١٤١٢هـ)، تحقيق عبد الله حلمي حسن الشريف.

٦-اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، لاہور: دانش گاہ پنجاب ۱۳۹۶ھ، ط۱۔

٧- الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة، حجة الإسلام الشيخ محمد حامد رضا خانْ الهندي (ت١٣٦٢هـ)، تحقيق د. المفتي محمد أسلم رضا الميمني، كراتشي: دار أهل السنّة ١٤٣٩هـ، ط١.

٨- أشرف الأماني بترجمة الشيخ سيّدي محمد الكتّاني، محمد باقر بن محمد بن عبد الكبير الكتّاني (ت١٣٨٤هـ)، تحقيق نور الهُدى بن

عبد الرّحمن الكتّاني، بيروت: دار ابن حَزم ١٤٢٦هـ، ط١.

٩- الأعلام، الزِركلي (ت١٣٩٦هـ)، بيروت: دار العلم للملايين ٢٠٠٢م، ط١.

١٠- الإعلام بتصحيح كتاب الأعلام، محمد بن عبد الله الرشيد، بيروت: دار ابن حَزْم ١٤٢٢هـ، ط١.

١١- الاغتباط بمُعالجة الخياط" مجد الدّين فيروزآبادي (ت٨١٧هـ)، تحقيق أحمد فريد المزيدي، مصر: دار الذِكر للنشر والتوزيع ١٤٢٧هـ، ط١.

١٢- الأمم لإيقاظ الهِمم، برهان الدين إبراهيم بن حَسَن الكوراني، حيدرآباد الدكن: دائرة المعارف النظامية ١٣٢٨هـ، ط١.

١٣- الانتصار للشيخ الأكبر محي الدين ابن عربي، يوسف بن عبد الجليل المُوصلي (ت١٢٤١هـ)، تحقيق أحمد فريد المزيدي، مصر: دار الذِكر للنشر والتوزيع ١٤٢٧هـ، ط١.

١٤- اَنفاس العارفین، شاہ ولی اللہ محدِّث دہلوی (ت ۱۱۷۶ھ)، مترجم: سیّد مفتی محمد فاروق قادری، لاہور: فرید بک سٹال ۱۴۲۸ھ ط۱۔

١٥- إيمان فرعون، جلال الدّين الدوّاني (ت٩١٨هـ)، تحقيق ابن الخطيب، مصر: المطبعة المصرية ١٣٨٣هـ، ط١.

١٦- بحار الولاية المحمديّة في مناقب أعلام الصوفيّة، د. جودة

محمد أبو اليزيد المهدي، القاهرة: دار غريب للنشر والتوزيغ ١٤١٨هـ، ط١.

١٧- تاريخ الإسلام، الذَهبي (ت٧٤٨هـ)، تحقيق: د. بشّار عواد معروف، بيروت: دار الغرب الإسلامي ٢٠٠٣م، ط١.

١٨- التدبيرات الإلهيّة في إصلاح المملكة الإنسانيّة، ابن عربي (ت٦٣٨هـ)، تحقيق د. محمد عبد الحي العدلوني الإدريسي، أردُن: دار الثقافة ١٤٣٧هـ، ط١.

۱۹- تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، پیر مہر علی شاہ (ت۱۳۵۶ھ)، لاہور: پرنٹنگ پروفیشنلز ۱۴۲۵ھ، ط۱۔

۲۰- تذکرہ سَنوسی مشائخ، عابد حسین شاہ پیرزادہ، لاہور: دار الاسلام ۱۴۳۸ھ، ط۱۔

۲۱- تذکرۂ علمائے ہند، مولوی رحمان علی، مترجم: محمد ایّوب قادری، کراچی: پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی۔

٢٢- ترجمة الشيخ الأكبر، شيخ محمد بن جعفر بن إدريس الكتّاني (ت١٢٧٤هـ)، تحقيق أحمد فريد المزيدي، مصر: دار الذِكر للنشر والتوزيع ١٤٢٧هـ، ط١.

٢٣- تفسير ابن عربي، ابن عربي (ت٦٣٨هـ).

۲٤- تفسیر حقّانی، محمد عبد الحق حقّانی دہلوی (ت۱۳۸۹ھ)، کراچی: میر محمد کُتب

خانہ۔

۲۵- تنبئة الغبي بتبرئة ابن عربي، السُيوطي (ت۹۱۱ھ).

۲۶- خزینۃ الاَصفیاء، مفتی غلام سرور قادری ،لاہور: م کُتُبہ نبویّہ۔

۲۷- خصوص النِّعَم في شرح فصوص الحكم، علاء الدّين علي بن أحمد المهائمي (ت۸۳۵ھ)، تحقيق الشيخ أحمد فريد المزيدي، بيروت: دار الكتب العلمية ۱٤۲۸ھ، ط۱.

۲۸- الدر الثمين في مناقب الشيخ محي الدين، علي بن إبراهيم البغدادي (ت۷۸٤ھ)، تحقيق أحمد فريد المزيدي، مصر: دار الذِكر للنشر والتوزيع ۱٤۲۷ھ، ط۱.

۲۹- الدرّ المختار شرح تنوير الأبصار، الحصكفي (ت۱۰۸۸ھ)، بيروت: دار الفكر ۱٤۱۲ھ، ط۱.

۳۰- الذخائر الشرقية، كوركيس عواد، بيروت: دار الغرب الإسلامي ۱۹۹۹م، ط۱.

۳۱- الذخائر والأغلاق شرح ترجمان الأشواق، ابن عربي (ت٦۳۸ھ)، بيروت: المطبعة الأنسيّة.

۳۲- ذكر من اجتمع بالخضر عليه السلام من الصحابة والعلماء والصالحين، عبد الله حلمي حسن الشريف.

۳۳- ردّ المحتار، ابن عابدين (ت۱۲۵۲ھ)، بيروت: دار الفكر

١٤١٢هـ، ط٢.

٣٤- رسائل عربية من الفتاوى الرضوية، الإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ)، تحقيق د. المفتي محمد أسلم رضا الميمني، كراتشي: دار أهل السنّة ١٤٣٩هـ، ط١.

٣٥- السّر المُختَبِي في ضريح ابن عربي، للنابلُسي (ت١١٤٣هـ)، تحقيق أحمد فريد المزيدي، مصر: دار الذِكر للنشر والتوزيع ١٤٢٧هـ، ط١.

٣٦- سِير أعلام النُبلاء، الذَهبي (ت748هـ)، القاهرة: دار الحديث ١٤٢٧هـ، ط١.

٣٧- شہید عشق شاہ محمد حسین الہ آبادی، حکیم محمد فاروقی الہ آبادی، الہ آباد: دائرہ بہادر گنج۔

٣٨- شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شفیع محمد بلوچ، لاہور: م کُتُبہ جمال ٢٠٠٦ء۔

٣٩- الشيخ الأكبر محي الدين بن العربي سلطان العارفين" عبد الحفيظ فرغلي على القرني، مصر: دار الكتاب العربي ١٩٦٨م.

٤٠- الشيخ الأكبر محي الدّين بن عربي سلطان العارفين وإمام المجتهدين وبقية المجتهدين، الشيخ رياض مالِح الدِمشقي، أبوظبي: هيئة أبوظبي للثقافة والتراث.

٤١ - ضیائے حرم، اسلام آباد: دفتر ماہنامہ ضیائے حرم ۲۰۲۱ء، ط۱۔
٤٢ - ضیائے حرم، لاہور: دفتر ماہنامہ ضیائے حرم، اگست ۱۹۷۹ء، ط۱۔
٤٣ - الفتاوى الحديثية، ابن حجر الهيتمي (ت٩٧٤ھ) دار الفكر.
٤٤ - فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا (ت ۱۳۴۰ھ)، تحقیق مفتی محمد حنیف خاں رضوی، ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، کراچی: مکتبہ غوثیہ ۲۰۱۶م ط۱۔
٤٥ - الفُتوحات المكيّة، ابن عربي (ت٦٣٨ھ)، تحقيق أحمد شمس الدين، بيروت: دار الكتب العلميّة.
٤٦ - فرّ العَون مِن مُدّعِي إيمانِ فرعون، علي بن سلطان القاري (ت١٣٩٦ھ)، مصر: المطبعة المصرية ١٣٨٣ھ، ط١.
٤٧ - فلسفیانِ اسلام، ڈاکٹر غلام جیلانی برق (ت ۱۹۸۵م)، لاہور: الفیصل ناشران وتاجران کُتُب۔
٤٨ - فوات الوفيات، محمد بن شاكر الملقَّب بصلاح الدين (ت٧٦٤ھ)، تحقيق إحسان عباس، بيروت: دار صادر ١٩٧٣م، ط ١.
٤٩ - فهرس الفهارس، السيِّد عبد الحي الكتّاني (ت١٣٨٢ھ)، تحقيق إحسان عباس، بيروت: دار الغرب الإسلامي ١٩٨٢م، ط١.
٥٠ - كتاب البرهان الأزهَر في مناقب الشيخ الأكبر" الشيخ محمد

رجب حلمي، مصر: مطبعة السعادة.

٥١- لسان الميزان، ابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢هـ)، تحقيق: دائرة المعارف النظامية، الهند، بيروت: مؤسّسة الأعلمي للمطبوعات ١٣٩٠هـ، ط٢.

٥٢- مجلّة ثقافة الهند، سيّد إحسان الرحمن، الهند: المجلس الهندي للعلاقات الثقافيّة ٢٠١٥م، ط1.

۵۳- مجموعۂ رسائل امام شاہ ولی اللہ، شاہ ولی اللہ انسٹیٹیوٹ، دہلی ۲۰۱۴ء۔

٥٤- محي الدين بن عربي الشخصية البارزة في العرفان الإسلامي، د. محسن جهانگيري، تعريب: عبد الرّحمن العلوي، بيروت: دار الهادي ٢٠٠٣م، ط١.

٥٥- محي الدين بن عربي، طحه عبد الباقي سرور، القاهرة: مؤسّسة هنداوي للتعليم والثقافة ٢٠١٢م.

٥٦- معجم العلماء والمشاهير، عبد الله محمد حبشي، أبوظبي: المجمع الثقافي ١٤٣٠هـ، ط١.

۵۷- مکتوبات امام ربّانی، مجدِّد الف ثانی (ت۱۰۳۴ھ)، لاہور: شبیر برادرز ۱۴۲۸ھ۔

۵۸- ملفوظات مہریہ، پیر مہر علی شاہ (ت۱۳۵۶ھ)، لاہور: پاکستان انٹر نیشنل پرنٹرز ۱۹۹۷م۔

٥٩- منطق الأواني بفيض تراجم عيون أعيان آل الكتّاني، الشريف محمد حمزة بن محمد علي الكتّاني الحسني.

٦٠- نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر، عبد الحي بن فخر الدّين الطالبي (ت١٣٤١هـ)، بيروت: دار ابن حَزم ١٤٢٠هـ، ط١.

٦١- النور الأبهَر في الدفاع عن الشيخ الأكبر، تحقيق أحمد فريد المزيدي، مصر: دار الذِكر للنشر والتوزيع ١٤٢٧هـ، ط١.

٦٢- الوافي بالوفيات، صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (ت٧٦٤هـ)، تحقيق أحمد الأرنؤوط وتركي مصطفى، بيروت: دار إحياء التراث ١٤٢٠ هـ.

٦٣- وفيات الأعيان، ابن خلكان البرمكي الإربلي (ت٦٨١هـ)، تحقيق إحسان عباس، بيروت: دار صادر ١٩٩٠م، ط١.

٦٤- اليواقيت والجواهر في بين عقائد الأكابر، الشَّعراني (ت٩٧٣هـ)، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٢٠ هـ.

توہینِ رسالت اور اسلامی قوانین

تالیف

شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و تخریج
علامہ عبد اللہ فہیمی مدظلہ العالی

ترجمہ و حواشی
مفتی ابو محمد اعجاز احمد مدظلہ العالی

تقدیم
حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(شیخ الحدیث و رئیس دار الافتاء جامعۃ النور)

ناشر
جمعیتِ اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ایک دلکش کاوش

شانِ الوہیت و تقدیسِ رسالت کا امین

کوثر و تسنیم سے دھلے الفاظ، مشک و عنبر سے مہکا آہنگ

عشق و ادب کی حلاوتوں کا ماخذ

ترجمہ قرآن

کنز الایمان

از

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا علیہ الرحمہ

اب پشتو زبان میں دستیاب ہے